PRISM
Pakistan Research Institute for Sustainable Media

Search for Common Ground
Trust, Collaboration, Breakthroughs

Shaoor Foundation For Education & Awareness

Search for Common Ground |2023

ہم آہنگی کے چیمپئن

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے تحت تخلیق ہونے والی اتحاد، یگانیت اور سماجی تبدیلی کی پراثر کہانیاں

Search for Common Ground
Trust, Collaboration, Breakthroughs

Developed and Designed at MAHER Consulting | https://maher.consulting

فہرست مضامین

01 پاکستان میں قابل رسائی عمارات کے ڈیزائن کے لیے نسرین کی متاثر کن تحریک

03 ہم آہنگی کے رنگ: پاکستان میں بین المذاہب اتحاد کیلئے اجے کی کوششیں

05 پریسا یوتھ فارہیومینٹی کی سفیر: میڈیا کے ذریعے امن اور ہم آہنگی کا فروغ

07 زین میڈیا کے ذریعے دلوں کو تسخیر کرنے کے سفر پر نکلا ہے

09 دیواروں سے دلوں تک: پُر امن بقا ئے باہمی کے لئے نازیہ بلوچ کا فنی سفر

11 کرکٹ کی جوڑنے کی طاقت کو نعیم نے بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے استعمال کیا

13 مشکلات کے دور میں امن کی جستجو: ہم آہنگی اور بقائے باہمی کی لیئے بلبیر سنگھ کا غیرمتزلزل سفر

15 جب ایڈوکیٹ ایڈوکیسی کرتے ہیں تو پورے جذبے کیساتھ کرتے ہیں۔

17 طوبیٰ:آرٹ کے ذریعے امن اور ہم آہنگی کا فروغ

19 ہم آہنگی کا فن : معاشرے کو متحد کرنے کیلئے مور کا سفر

فہرست مضامین

21 اعتماد کی آبیاری: امن اور رواداری کے فروغ کے لئے عبید کا سفر

23 تقسیم کو ختم کرنا اور محبت کو پھیلانا: یوتھ فار ہیومینٹی کے ساتھ صدف کا سفر

25 نعمت: ایک کامیاب نوجوان رہنما جو یوتھ فار ہیومینٹی کے متوقع نتائج سے زیادہ حاصل کرنے کیلئےپُرعزم ہے۔

27 چمن لعل: "اگر ہم بات چیت کریں گے تو بات یقیناً آگے بڑھے گی

29 ثمرہ مدرسہ اور یونیورسٹی طلباء کے درمیان ثقافتی فاصلے کم کر رہی ہے

31 ڈاکٹر کومل مسیحائی کے ذریعے مذہبی ہم آہنگی کی تلاش میں سرگرداں ہے

33 سمیر اپنے کیمرہ کے ذریعے اقلیتوں کی حالتِ زار کو لوگوں کے سامنے لا رہا ہے

35 ٹرانس جینڈر کے حقوق اور مذہب اور ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے درمیان غلط فہمیاں دور کرنے کیلئے معصومہ کی کاوش

37 جدید معاشروں میں صوفیانہ اقدار کے فروغ کے ذریعے امن اور اتحاد کا حصول

39 پون کمار: حیدر آباد کا نوجوان صحافی جو اپنی صحافت کے ذریعے مذہبی ہم آہنگی کی کہانیوں کو اُجاگر کر رہا ہے

اظہارِ تشکر

اب جب کہ ہم یوتھ فار ہیومینٹی پروجیکٹ کے لیے "کامیابی کی کہانیاں" مرتب کرنے کی تکمیل کے قریب ہیں، میں ماہر کنسلٹنگ کے سی ای او کی حیثیت سے ان تمام لوگوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کوشش کو حقیقت بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ کنسلٹینسی بے شمار افراد اور اداروں کے تعاون اور لگن کے بغیر ممکن نہیں تھا۔

سب سے پہلے میں سرچ فار کامن گراؤنڈ پاکستان آفس سے جناب شاہد رحیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، جن کا کردار ماہر کنسلٹنگ، کرغزستان کی ریجنل ٹیم اور پاکستانی پارٹنرز کے درمیان ایک پل کے طور پر بہت اہم تھا۔ ان کی کوششوں نے ہر مرحلے پر کمیونیکیشن اور ہم آہنگی کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

میں محترمہ اینیس، ریجنل پروگرام آفیسر، ایشیا کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا، ان کا مسلسل تعاون اور رہنمائی ان کہانیوں کو تشکیل دینے اور یوتھ فار ہیومینٹی پروجیکٹ کے اثرات کو اجاگر کرنے میں اہم رہی ہے۔

سرچ فار کامن گراؤنڈ کے سری لنکا آفس سے محترمہ ونوشا پالراج کا خصوصی شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انھوں نے کہانیوں کا باریک بینی سے جائزہ لیا اور قیمتی آراء سے نوازہ جس سے ہمارے بیانیے کے معیار کو بہتر بنانےمیں مدد ملی ۔

میں لاہور اور کراچی کے نوجوان رہنماؤں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے رضاکارانہ طور پر اپنا وقت دیا اور انٹرویو کے عمل میں اپنے متاثر کن سفر کو شیئر کیا۔ ان کی شراکت نے اس پراجیکٹ کے اثرات کو سمجھنے میں مدد کی ۔

مجھے شعور فاؤنڈیشن کی جانب سے جناب دلاور خان اور محترمہ نتاشا افتخار اور پرزم کی محترمہ ثنا انعام کی جانب سے نوجوان لیڈروں کی شناخت اور انٹرویو کے عمل کو آسان بنانے میں ان کے اہم کردار کا بھی اعتراف ہے۔

ماہر کنسلٹنگ میں، میں تصاویر کے انتخاب اور تکنیکی معاملات پر قیمتی مشوروں کے لیے محمد عبداللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ تمام تصاویر ہمارے سوفٹ ویئر کی ضرورت کے مطابق ہوں اور یہ تصاویر ہمارے بیانیے کو سمجھنے میں مدد گار ہوں۔

ایک خاص تذکرہ محترمہ شمائلہ انجم کا اردو ترجمہ اور تمام اردو کہانیوں کی مستعدی سے ٹائپنگ میں ان کے تعاون کے لیے کیا جاتا ہے۔ اردو ترجمہ یقینی بنائے گا کہ یہ کیانیاں ان لوگوں تک بھی پہنچیں جو انگریزی نہیں جانتے۔

آخر میں، میں عیشہ عامر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ کچھ کہانیوں کے ابتدائی مسودے تیار کرنے میں ان کے تعاون نے مزید کام کے لیے ایک مضبوط بنیاد رکھی۔

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ میں شامل ہر فرد اور ادارے نے سماجی تبدیلی میں ایک ناگزیر کردار ادا کیا ہے۔ کامیابی کی ان کہانیوں کے ذریعے، ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری کمیونٹیز میں امن، ہم آہنگی اور شمولیت کو فروغ دینے میں مزید لوگوں کوساتھ چلنےکی ترغیب ملے گی۔

دل کی گہرائیوں کے ساتھ

عامر اعجاز

سی ای او، ماہر کنسلٹنگ؛

https://maher.consulting

01

پاکستان میں قابل رسائی عمارات کے ڈیزائن کے لیے نسرین کی متاثر کن تحریک

"میں ایک ایسا مستقبل دیکھنا چاہتی ہوں جہاں رسائی کا تصور ہمارے معاشرے کا بنیادی حصہ ہو۔" نسرین رضوان

نسرین کی زندگی اس وقت مکمل تبدیل ہو گئی جب شادی کے صرف دو سال بعد اسکے حرام مغز میں ٹی بی کی تشخیص ہوئی۔ اس بیماری نے اسے مفلوج کر دیا اور وہ ویل چیئر تک محدود ہو کر رہ گئی۔ اگرچہ اس بیماری کے دوران اس کے خاندان اور خاوند نے اسکا بھرپور ساتھ دیا تا ہم لوگوں کے زہر بھرے لہجے اس کے سینے میں جیسے پیوست سے ہو جاتے تھے۔ اکثر کا خیال تھا کہ یہ نسرین کے گناہوں کا نتیجہ ہے جِسکی سزا اسے دنیا میں مل رہی ہے۔ اِن حالات میں ایک دن اُس نے فیصلہ کیا کہ جو ہونا تھا ہو چکا، اب اسے اپنی زندگی جینا ہے، اسے دوبارہ آغاز کرنا ہے اور اپنی محتاجی کو ختم کرنا ہے۔ اپنی معذوری کو وہ اب اپنے راہ کی رکاوٹ نہیں بننے دے گی۔

نسرین رضوان
لاہور، 2023

ابھی وہ ان تبدیل شدہ حقیقتوں سے نبرد آزما ہونے کا منصوبہ بنا ہی رہی تھی کہ اسے ایک مقامی تنظیم کے بارے میں پتہ چلاجو معذور افراد کی بحالی کا کام کرتی تھی۔ اُس نے اس تنظیم کے تحت تربیت حاصل کی اور وہ اس قابل ہو گئی کہ نہ صرف اپنا خیال رکھ سکے بلکہ اپنی طرح کی دوسری خواتین کی تربیت اور مدد کر سکے۔ دفتر میں نسرین کے ساتھیوں نے شمولیت کے فروغ کیلئے نسرین کے جذبات کو بھانپ لیاتھا۔ چناچہ انھوں نے مشورہ دیا کہ نسرین کو یوتھ فار ہیومنیٹی پراجیکٹ میں شمولیت اختیار کرنا چاہیئے۔

"ریمپ کی تعمیر سے نہ صرف طلباء کو فائدہ ہوگا بلکہ یہ انتخابات کے دوران معذور ووٹرز کی شمولیت اور رسائی کو بھی یقینی بنائے گا کیونکہ اس سکول میں پولنگ اسٹیشن بھی بنایا جاتا ہے۔ یہ ایک جمہوری اور شمولیت پہ مبنی معاشرے کی تعمیر کی طرف ایک قدم ہے۔"

"یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کی مدد اور رہنمائی نے مجھے بااختیار بنایا کہ میں عوامی مقامات کو قابلِ رسائی بنانے کیلئے ایک مہم کا آغاز کر سکوں۔ مسلسل کوششوں سے ہم سب کیلئے ایک جامع اور منصفانہ دنیا تشکیل دے سکتے ہیں جہاں ہر کوئی جسمانی قابلیت سے قطع نظر پنپ سکےاور ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکے۔"

اس سے امن، بین المذاہب مکالمہ اور سماجی شمولیت کے موضوعات پر نسرین کے علم میں اضافہ ہو گا۔ یوتھ فار ہیو مینٹی پراجیکٹ کا ایک مقصد پاکستان میں نوجوان رہنماؤں کو آگے لانا اور ان کی استعدادکاری کرنا ہے۔ اس مشورے نے نسرین کےلئے کچھ نئے دروازے کھولے۔ اِس نے پراجیکٹ کی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ مکالموں کے دوران اس نے اپنا منفرد نقطہ نظر پیش کیا اور ایک زیادہ جامع اور ہم آہنگ معاشرے کیلئے ایڈوکیسی کی۔

پراجیکٹ میں شمولیت سے نسرین نے محسوس کیا کہ نیٹ ورک میٹنگز، امن مکالمے اور کامن گراؤنڈ اپروچ جیسی سر گرمیاں حقیقت میں شمولیت کے تصور پر ہی ڈیزائن کی گئی ہیں۔ یہ سر گرمیاں اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ ہر آوازسنی جائےاور اسکی قدر کی جائے۔ یہاں نسرین کو ایک ایسا معاون ماحول ملا جہاں ایک معذور فرد کی حیثیت سے اسکے منفرد نقطہ نظرکو تسلیم کیا گیا اور اِس کا احترام کیا گیا۔ پراجیکٹ کی سرگرمیوں نے نسرین کو یہ احساس دلایا کہ وہ ایک اجتماعیت کا حصہ ہے اور تبدیلی کے سفر میں اکیلی نہیں ہے۔ اس سے نسرین کو حوصلہ ملا کہ وہ بلاخوف بات چیت میں حصہ لے اور امن اور شمولیت کے موضوع پر کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کرے۔

تقریباً یہی وہ وقت تھا جب اس نے سرکاری اور نجی عمارتوں میں رسائی کا فقدان دیکھا۔ ان عمارتوں میں ویل چیئر استعمال کر نے والے افراد کیلئے کوئی ریمپ موجود نہیں تھا۔ اس نے عوامی عمارتوں کو قابلِ رسائی بنانے کیلئے ایک مہم کا آغاز کرنے کا فیصلہ کیا۔ پراجیکٹ کے منتظمین نسرین کے اس عزم سے بہت متاثر ہوئے اور اس سوشل ایکشن پراجیکٹ کیلئے ایک گرانٹ کی منظوری دے دی گئی۔

اپنی تنظیم اور پراجیکٹ میں اپنے ساتھیوں کے تعاون سے نسرین نے ریمپ کیلئے ممکنہ مقامات کی نشاندہی کرنے کیلئے سرکاری اور نجی عمارتوں کا سروے کیا۔ ابتدائی طور پر نسرین کی جانب سے شہر کے ایک مصروف علاقے میں ایک شاپنگ پلازہ کی نشاندہی کی گئی جہاں پر کوئی ریمپ موجود نہیں تھا۔ نسرین نے ریمپ بنوانے کے لئے انتظامیہ سے رابطہ کیا لیکن انتظامیہ نے پیشکش یہ کہہ کر مسترد کردی کہ ریمپ شاذ و نادر ہی استعمال ہوتا ہےاور اسکی ضرورت نہیں ہے۔

انتظامیہ کی اس سرد مہری کے باوجود نسرین نے ہمت نہیں ہاری۔ اس نے ریمپ کی تعمیر کیلئے قریب ہی ایک سکول کی نشاندہی کی۔ نسرین نے اپنی منظور شدہ گرانٹ کو سکول میں دو ریمپ بنانے کیلئے استعمال کیا۔ نسرین کی تنظیم نے مزدوروں اور مستری کا انتظام کیا اور نسرین نے ذاتی طور پراس پراجیکٹ کی نگرانی کی۔ نسرین کا عزم اور کوششیں رنگ لائیں اور با لآخر ریمپ تعمیر ہو گئے۔ اسکول میں ریمپ کی تعمیر نسرین اور اسکی کمیونٹی کیلئے ایک اہم سنگِ میل تھا۔ یہ رسائی اور شمولیت کو بہتر بنانے کیلئے ایک ٹھوس قدم تھا۔ یہ ریمپ نسرین کے عزم اور قوتِ ارادی پہ دلالت کرتا ہے۔ ریمپ نے نہ صرف معذور افراد کی عوامی مقامات تک رسائی کو آسان بنایا بلکہ انہوں نے معاشرے میں رسائی اور شمولیت کی اہمیت کے بارے میں آگائی پیدا کی۔

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کی کامیابی کی مثالیں نسرین جیسی کہانیوں سے ملتی ہیں جو نوجوانوں کو اپنے معاشروں میں تبدیلی کا ایجنٹ بننے کیلئے متحرک کرتی ہیں اور انہیں با اختیار بناتی ہیں۔ نسرین کا سفر یہ بتاتا ہے کہ چیلنجوں اور رکاوٹوں کے باوجود امید اور تبدیلی کے مواقع موجود ہوتے ہیں۔ اسکی کہانی پراجیکٹ کی شمولیت کے بنیادی پیغام کو اجاگر کرتی ہے اوراس یقین کو تقویت دیتی ہےکہ ہر فرد، چاہے اس کے حالات کیسے بھی ہوں، معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے اور بامعنی کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ایک شہری نے بتایا کہ "ریمپ کی تعمیر سے نہ صرف طلباء کو فائدہ ہوگا بلکہ یہ انتخابات کے دوران معذور ووٹرز کی شمولیت اور رسائی کو بھی یقینی بنائے گا کیونکہ اس سکول میں پولنگ اسٹیشن بھی بنایا جاتا ہے۔ یہ ایک جمہوری اور شمولیت پہ مبنی معاشرے کی تعمیر کی طرف ایک قدم ہے۔"

میں ایک ایسا مستقبل دیکھنا چاہتی ہوں جہاں رسائی کا تصور" ہمارے معاشرے کا بنیادی حصہ ہو۔ یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کی مدد اور رہنمائی نے مجھے بااختیار بنایا کہ میں عوامی مقامات کو قابلِ رسائی بنانے کیلئے ایک مہم کا آغاز کر سکوں۔ مسلسل کوششوں سے ہم سب کیلئے ایک جامع اور منصفانہ دنیا تشکیل دے سکتے ہیں جہاں ہر کوئی جسمانی قابلیت سے قطع نظر پنپ سکےاور ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکے۔" نسرین نے پر عزم آواز میں اپنی کہانی کا اختتام کیا۔

02

ہم آہنگی کے رنگ: پاکستان میں بین المذاہب اتحاد کیلئے اجے کی کوششیں

کیا آپ جانتے ہیں کہ اجے کمار کس طرح اپنی برادری میں امن اور ہم آہنگی کی علامت بن کر ابھرا؟
اجے کمار ایک نوجوان پاکستانی پروفیشنل ہے۔ اسکا تعلق سندھ کے ڈسٹرکٹ عمر کوٹ سے ہے۔اس کے والدین کوئی زیادہ پڑھے لکھے تو نہیں تھے لیکن انہوں نےاجے کو بچپن ہی سے برداشت اور پُرامن بقائے باہمی کی اقدار سے متعارف کروایا کیوں کہ وہ خود ان اقدار پر یقین رکھتے تھے۔ انہی تعلیمات سے متاثر ہو کر اجے نے عمر کوٹ میں "شیئر اینڈ کیئر " کے نام سے ایک مہم کا آغاز کیا۔ اس وقت وہ ابھی ہائی سکول میں پڑھتا تھا۔ اس مہم کا آغاز بالکل چھوٹے پیمانے پر کیا گیا۔ وہ اپنی برادری کے نسبتاً امیر لوگوں سے پرانے کپڑے اور جوتے اکھٹے کرتا، انہیں دیوالی باکس میں پیک کرتا ضرورت مند لوگوں کو تحفے میں دے دیتا۔ بعد ازاں اس نے اس مہم کا دائرہ کار دوسرے مذاہب کو لوگوں تک بڑھا دیا اور اس میں عیسائی اور مسلمان برادری کو بھی شامل کر لیا۔

اجے کمار
کراچی، 2023

امن اور بین المذاہب ہم آہنگی کیلئے اسکی دلچسپی کو دیکھ کر ایک دوست نے اسے یوتھ فار ہیومینٹی کے پراجیکٹ سے متعارف کروایا۔ اجے کے گزشتہ کام اور امن و آہنگی کو فروغ دینے میں اسکی دلچسپی کی وجہ سے اسے ڈیجٹل میڈیا میں ٹریننگ کیلئے چن لیا گیا۔ ایک رواداراور ہم آہنگ پاکستانی معاشرے کو فروغ دینے کیلئے اور ملک بھر میں " شیئر اینڈ کیئر" کے پیغام کو عام کرنے کیلئے اجے سوشل میڈیا کو پہلے ہی استعمال کر رہا تھا تا ہم یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے ذریعے اس نے جو علم سیکھا اور تجربات کئے وہ اس سے قبل اس کے کام میں نظر نہیں آتے تھے ۔

ڈیجیٹل میڈیا ٹریننگ کو کامیابی سی مکمل کرنے کے بعد اجے نے پر امن بقائے باہمی کیلئے اپنی صلاحیتوں کو بھر پور طریقے سے استعمال کیا۔ صوبہ سندھ میں پر امن بقائے باہمی کیلئے اجے کی کہانیوں نے جیسا کہ "عقیدے سے بالاتر دوستی کا رشتہ" ، "ہندوؤں کی رمضان ڈرائیو" اور " ہولی کا جشن" مختلف برادریوں کے درمیان افہام و تفہیم بڑھانے اور بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ میں اہم کردار ادا کیاہے۔ خاص طور پر سال2023میں عمر کوٹ میں منائی گئی ہولی شمولیت کی شاندار مثال ہے جہاں تمام مذہبی برادریوں نے مل کر اسے منایا۔ اجے نے اپنی "شیئر اینڈ کیئر" کی مہم کو ہولی کی تقریب کے ساتھ جوڑ کر اسے مذید مؤثر بنایا۔ اس برس ہولی کا موضوع بھی یہی تھا: "شیئر اینڈ کیئر"

پاکستان کے پہلے ٹرانس جینڈر چرچ اور مدرسہ پراجے کا بلاگ پسمانده طبقات کے بارے میں آگاہی پیدا کرتا ہے۔ یہ یوتھ فار ہیومینٹی کے ان مقاصد کی عکاسی کرتا ہے جو لوگوں کے حقوق اور مختلف مذاہب کے درمیان فاصلوں کو کم کرنے سے متعلق ہیں۔ اجے نے حال ہی میں میڈیا پر ایک ٹاک شو میں بطور مہمان حصہ لیا جہاں اس نے امن اور بین المذاہب ہم آہنگی کیلئے میڈیا کے کردار پر کھل کر بات کی۔ اس نے مکالمے کو فروغ دینے میں میڈیا کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ یہ پراجیکٹ کے اُس مقصد کے عین مطابق ہے جس کے تحت پُر امن بقائے باہمی کو فروغ دینے کیلئے مؤثر پیغام رسانی کا استعمال کیا جائے گا۔

یوتھ فار ہیومینٹی میں شمولیت کے بعد اجے کا شیئر اینڈ کیئر کے پیغام کو عام کرنے اور برادریوں کے درمیان حائل خلیج کو کم کرنے کے خواب کو خاصی تقویت ملی ہے۔ اس پراجیکٹ نے رواداری اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کیلئے اجے کو ڈیجیٹل میڈیا کے مؤثر استعمال کی مہارت دی ہے۔

اجے آجکل اپنی ملازمت کے سلسلے میں کراچی میں مقیم ہے۔ پراجیکٹ کے وژن سے متاثر اجے کراچی میں اپنی سرگرمیوں کو مؤثر بنا رہا ہے۔ مہینے میں ایک بار جب وہ عمر کوٹ جاتا ہے تو اسکا خیال رکھتا ہےکہ شیئر اینڈ کیئر کی مہم اپنی اصل روح کے ساتھ زندہ رہے۔ اجے اپنی سچی لگن اور محنت سے امن اور بین المذاہب ہم آہنگی کا پیغام تمام برادری میں پھیلا رہا ہے اور معاشرے میں مثبت تبدیلی کیلئے متحرک ہے۔ یوتھ فار ہیو مینٹی پراجیکٹ کے تحت حاصل کردہ مہارتوں کو وہ اپنے شیئر اینڈ کیئر کے پیغام کو عام کرنے کیلئے استعمال کرتا ہے۔

"میرا خواب ایک ایسا پاکستان ہے جہاں لوگ دوسروں کی رائے کا احترام کرتے ہیں اور شاندار مستقبل کے لئے مل کر کام کرتے ہیں۔" اجے کمار

03

پریسا یوتھ فارہیومینٹی کی سفیر: میڈیا کے ذریعے امن اور ہم آہنگی کا فروغ

"محبت اور دوسروں کے نقطۂ نظر کو سمجھنا کسی بھی ہم آہنگ معاشرے کے بنیادی جزو ہیں۔"پریسا آفرین

پریسا ہیمشہ سے ہی امن، رواداری اور سماجی ہم آہنگی کے فروغ کیلئے میڈیا کے استعمال کے بارے میں پر جوش تھی۔ وہ ایک قانون دان کی بیٹی ہے اور اپنے گھر میں انسانی حقوق، مساوات اور ہم آہنگی کے بارے میں گفتگو سنتے ہوئے بڑی ہوئی ہے۔ اسکی پرورش نے اس کے اندر ایک ایسی دنیا بنانے کا جذبہ پیدا کیا جہاں تمام مذاہب، ثقافتیں اور برادریاں پُر امن طور پر ایک ساتھ رہ سکیں۔

پریساآفرین
کراچی، 2023

پریسا ایک نوجوان طالبہ ہے جوکہ کراچی کی ایک مقامی یونیورسٹی میں میڈیا اسٹڈیز میں تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ وہ صحافت کے اپنے شوق کو امن اور آہنگی کے وژن کو پھیلانے کیلئے استعمال کرتی ہے۔ پریسا کی ایک دوست نے اسے یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے بارے میں بتایا۔ سرچ فار کامن گراوّنڈ اس پراجیکٹ کو پاکستان میں مقامی پارٹنرزکی مدد سے چلا رہی ہے۔ پراجیکٹ کا ایک مقصد پُرامن بقائے باہمی کے فروغ کیلئے مؤثرپیغام رسانی کے بارے میں نوجوانوں کی استعدادکاری ہے۔ جب پریسا نے پراجیکٹ ٹیم سے ملاقات کی تو اسے اگلی ڈیجیٹل میڈیا ٹریننگ میں شامل ہونے کی پیشکش کی گئی، پریسا نے اسے بخوشی قبول کر لیا۔

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کی کامیابی کو پریسا کی کہانیوں میں ڈھونڈا جا سکتا ہے۔ پریسا کی کہانیوں نے معاشرے میں برداشت اور ہم آہنگی کیلئے اہم کام کیا ہے۔ اسکی کہانیوں سے یونیورسٹی میں اس کے ساتھیوں کو نئی راہ دکھائی ہے اور اپنی کمیونٹی پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔

پراجیکٹ کے تحت پریسا کی ٹریننگ کئی طریقوں سے مددگار ثابت ہوئی۔ اولاً، یہ کہ ٹریننگ نے اُسے وہ عملی مہارتیں سکھائیں جو یونیورسٹی میں نہیں پڑھائیں جاتی تھیں۔ مثلاً اس نے میڈیا کمپین ڈیزائن کرنے اور بہتر طریقے سےتصویریں اور وڈیو بنانے کا فن سیکھا۔ ان مہارتوں نے اس کے شوق کو ایک مقصد میں تبدیل کر دیا ۔ دوم، ٹریننگ نے امن اور بین المذاہب ہم آہنگی کیلئے میڈیا کے استعمال کرنے کا طریقہ سکھایا۔ ٹریننگ کے دوران پریسا کے شوق اور جذبے نے سب کو متاثر کیا۔ اسی باعث ٹریننگ کے فوراً بعد اسے انٹرن شپ کی پیشکش کی گئی جوکہ پریسا نے قبول کر لی۔ انٹرن شپ کے دوران اس نے امن کے فروغ کیلئے میڈیا کے کردار کے بارے میں مزید سیکھا۔

یوتھ فار ہیومینٹی کیلئے ڈیجیٹل پروڈکشن کرتے ہوئے پریسا نے ان علاقوں کی تلاش کی جہاں مختلف مذہبی برادریاں امن اور ہم آہنگی کے ساتھ رہتی ہیں۔ اس نے بقائے باہمی، محبت اور امن کی متاثر کن کہانیاں دریافت کیں جو مرکزی میڈیا میں شاذوناذر ہی نمایاں ہو پاتی ہیں۔ پریسا کی کہانیوں نے بتایا کہ کیسے ہندو مسلم سکھ اور عیسائی ایکدوسرے کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور ایک دوسرے کی خوشی میں شریک ہوسکتے ہیں۔

نارائن پورہ میں اس نے دیکھا کہ کس طرح15000سے زائد مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں اور ایک دوسرےکی خوشی غمی میں شریک ہوتے ہیں

اس نے مندر میں بنائے گئے ایک اسکول کی کہانی کو نمایاں کیا جسے ایک مسلمان خاتون نے ہندووؤں کے مندر کے اندرقائم کیا ہے اور جہاں تمام مذاہب کے بچوں کومفت تعلیم دی جاتی ہے۔ "مہر گڑھ" میں پریسا نے تصویرکشی کی کہ کس طرح لیاری جیسا دہشت گردی سےمتاثر علاقہ ایک پرامن اور محبت کرنے والی کمیونٹی میں تبدیل ہو چکا ہے۔ رمضان کے مقدس مہینے میں پریسا نے دنیا کو بتایا کہ کس طرح عیسائی برادری اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کیلئے افطار کے پروگراموں کا اہتمام کرتی ہیں۔ اپنی کہانی "وال آف پیس" (دیوار امن) میں پریسا نے بتایا کہ کس طرح فیصل آباد میں ایک مسجد اور چرچ کی دیوار سانجھی ہے۔ دونوں برادریاں امن سے رہتی ہیں اور بغیر کسی پریشانی کے اپنی مذہبی سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہیں۔

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کی کامیابی کو پریسا کی کہانیوں میں ڈھونڈا جا سکتا ہے۔ پریسا کی کہانیوں نے معاشرے میں برداشت اور ہم آہنگی کیلئے اہم کام کیا ہے۔ اسکی کہانیوں سے یونیورسٹی میں اس کے ساتھیوں کو نئی راہ دکھائی ہے اور اپنی کمیونٹی پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔ اس طرح اس نے پراجیکٹ کے مقصد " ہم آہنگ معاشرے کی تعمیر" میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ پریسا کی کہانیاں مختلف پس منظر رکھنے والے افراد کے درمیان افہام و تفہیم کی فضا قائم کرنے، اتحاد کو فروغ دینے اور امن و محبت کی ثقافت کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔

نارائن پورہ کا ایک منظر جہاں کا متنوع معاشرہ اور برداشت پریسا کی کہانی کا موضوع رہا ہے۔

04

زین میڈیا کے ذریعے دلوں کو تسخیر کرنے کے سفر پر نکلا ہے

"مجھے یقین ہے کہ کہانی گوئی سرحدوں کو عبور کرنے اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے دلوں کو چھونے کی طاقت رکھتی ہے۔" زین العابدین

کراچی کی ہلچل سے بھر پور گلیوں میں جہاں مختلف ثقافتیں آپس میں جڑتی ہیں اور کہانیاں بنتی ہیں ایک نوجوان معاشرے میں اتحاد اور افہام و تفہیم کو عام کرنے کی جدوجہد کرتا نظر آتا ہے۔ اس نوجوان کا نام زین العابدین ہے۔ زین العابدین، ایک مقامی یونیورسٹی میں میڈیا اسٹڈیز کا طالب علم ہےاور میڈیا کی طاقت کے ذریعے امن اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کا جذبہ رکھتا ہے۔ اسکا سفرمعاشرے میں تقسیم کو ختم کرنے اور ہمدردی کو فروغ دینے کی خواہش سے شروع ہوتا ہے۔ یہ سفر اتنا ہی شاندارہے جتنا کہ اس کی کہانیوں کی بنتر۔

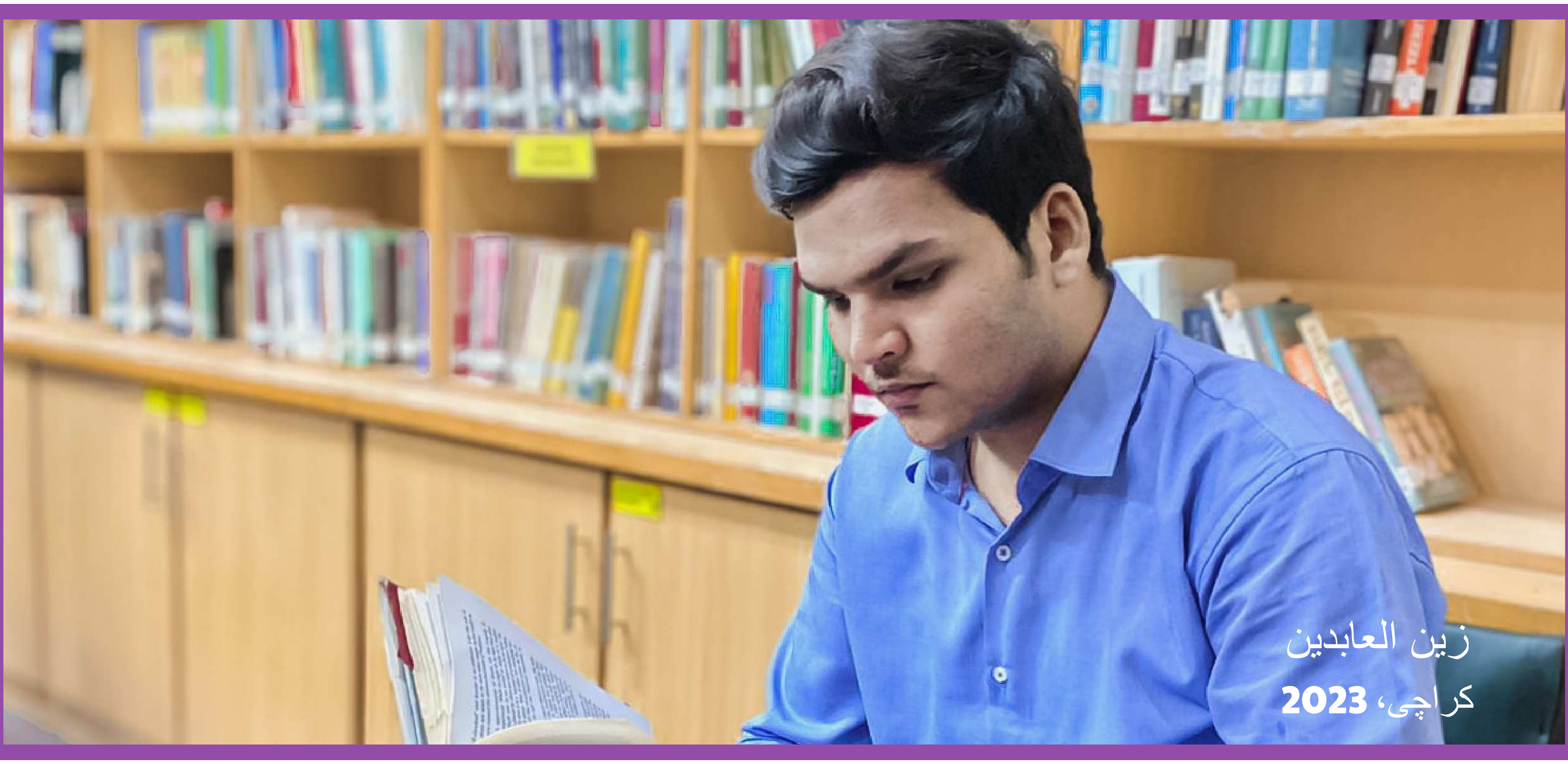

ابتدائی عمر سے زین کو کہانی لکھنے اور سنانے کا جنون تھا۔ اس جنون کے تحت اس نے میڈیا اسٹڈیزمیں داخلہ لیا اور آجکل وہ اپنی تخلیقی صلاحیت کو فروغ دے رہاہے۔"مجھے یقین ہے کہ کہانی گوئی سرحدوں کو عبور کرنے اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے دلوں کو چھونے کی طاقت رکھتی ہے۔" زین یہ کہتے ہوئے جذباتی ہو رہا تھا اور اسکی آنکھیں عزم سے چمک رہی تھیں۔

اسی یقین کے زیرِ اثر زین نے عملی مہارتوں کو سیکھنے کیلئے اپنے سفر کاآغاز کیا جو کہ اسکی یونیورسٹی میں حاصل کی گئی تعلیم کی تکمیل کریں گی۔ وہ اسکرپٹ رائٹنگ، پروڈکشن میں مہارت کے زریعےانسانی حقوق کے میدان میں سرگرم ہونے کی خواہش رکھتا ہے۔ جنوری۲۰۲۳ میں اسکی تلاش اسے یوتھ فارہیومینٹی پروجیکٹ کے تحت ڈیجیٹل ٹریننگ پروگرام میں لے گئی۔

"اپنی کہانیوں کے ذریعے میں جذبات کو ابھارنا چاہتا ہوں۔ تعصبات کو چیلنج کرنا چاہتا ہوں اور تفرقات کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ میں لوگوں کو انکی مشترکہ میراث یعنی انسانیت کی یاد دلانا چاہتا ہوں۔"زین العابدین

یہ ٹریننگ تبدیلی کی طرف پہلا قدم تھا۔ اس ٹریننگ کے دوران اس نے ذرائع ابلاغ کی طاقت کو معاشرے میں امن کیلئے استعمال کرنا سیکھا۔ ٹریننگ پروگرام کی انتظامیہ نے فورا ہی زین میں چھپی صلاحیتوں کو جانچ لیا اور اسے انٹرن شپ کی پیشکش کر دی تاکہ اسکی صلاحیتوں کو مزید جلا بخشی جا سکے۔ زین نے اس پیشکش کو قبول کر لیا چنانچہ ایک ایسے سفر کا آغاز ہوا جو اسے اپنے مقصد کے حصول کیلتے مدد دے گا۔

تجربہ کار اور پیشہ ور افراد کی سر پرستی میں زین کی تخلیقی صلاحیت خوب پروان چڑھی۔ اپنے قلم کے ذریعے اس نے ایک ایسے معاشرے کی تصویر پیش کی جہاں مذہبی اور ثقافتی اختلافات سے خوف کھانے کے بجائے انہیں قریب لانے کیلتے استعمال کیا جاتا ہے۔ اپنے تخیل کی گہرائیوں سےاس نے وشنو اور سجاد جیسے کرداروں میں جان ڈالی جن کی دوستی نے معاشرتی رجحانات سے برخلاف رواداری کی ایک شمع روشن کی۔ زین نے بتایا کہ "اپنی کہانیوں کے ذریعے میں جذبات کو ابھارنا چاہتا ہوں۔ تعصبات کو چیلنج کرنا چاہتا ہوں اور تفرقات کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ میں لوگوں کو انکی مشترکہ میراث یعنی انسانیت کی یاد دلانا چاہتا ہوں۔"

اپنی بلاگ پوسٹ "سماجی ہم آہنگی کیسے پیدا کی جائے؟" میں زین نے ابتدائی عمر سے ہی تمام مذاہب، ثقافتوں اور سماجی روّیوں کو سمجھنے اور ان کا احترام کرنے پر زور دیا۔ اس کا کہنا ہے کہ والدین اپنے بچوں کو ایسے ادب سے متعارف کرائیں جو ہم آہنگی اور امن کو فروغ دیتا ہو۔ تعلیمی اداروں کو مختلف مذاہب کے بارے میں آگاہی فراہم کرنی چاہیے اور نوجوانوں کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالوں کا جواب دینا چاہیے۔ زین نے ہمیں وہ کیانیاں بھی سنائیں جو کہ اکثر ان کہی رہ جاتی ہیں۔ جیسا کی "ایمپریس مارکیٹ" پر اپنی کہانی میں اس نے ہندو خواتین دکانداروں کو درپیش چیلنجز کے بارے میں لکھا اور اپنی بلاگ پوسٹ "صحت کے شعبے میں پاکستانی عیسائیوں کا کردار" میں صحت کے شعبے میں عیسائی ڈاکٹروں اور نرسوں کے گراں قدر خدمات کو اجاگر کیا۔

لیکن امن اور افہام و تفہیم کو فروغ دینے کی اس کوشش میں زین کو اپنی برادری کے اعتراضات کا سامنا ہے۔ لوگ اس سے غیر مسلموں کی کہانیوں کو اجا گرکرنے کا مقصد جاننا چاہتے ہیں۔ ان مسائل کے باوجود زین ثابت قدم ہےوہ اپنے اس عقیدے میں اٹل رہا کہ اتحاد اور امن کو مذہبی حدود سے بالاتر ہونا چاہیے۔ وہ لوگو ں کو مکالموں میں مشغول ہونے، تنوع کو اپنانے اور ہر ثقافت اور عقیدے میں موجود خوبصورتی کو محسوس کرنے کا درس دیتا ہے۔ اس کی ہمت اور اپنے مقصد کے لئے لگن نے بالآخر زین کو اپنی برادری عزت اور نمایاں مقم عطا کیا۔ زین کے خیال میں "محبت میں مشکل ترین رکاوٹوں پر قابو پانے کے صلاحیت موجود ہے"

زین کے جذبے کو نئی بلندیوں تک پہنچانے کا محرک یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ ہے۔ اس پراجیکٹ کے ذریعے زین کو ہم خیال افراد کا ایک ایسا گروہ میسر آیا جو امن اور ہم آہنگی کے پرچار میں اس کا دست و بازو بنا۔

"تبدیلی کے خواہش مند ساتھی میرے ارد گرد ہیں اور ان موجودگی مجھے توانائی اورطاقت کا احساس دیتی ہے۔ ساتھ مل کر، ہم ایک ایسی قوت بنیں گے، جو اپنے معاشرے کی کہانی کو دوبارہ لکھنے کے لیے پرعزم ہو" یہ کہتے ہوئے تشکر اور خوشی کے جزبات سے زین کا چہرہ گگمگا رہا تھا۔

زین کا سفر مشکل ہے لیکن وہ اپنے مشن میں پرعزم ہے۔ وہ ایک ایسے پروڈکشن ہاؤس کے قیام کاارادہ رکھتا ہے جو متنوع آوازوں کے لیے ایک پناہ گاہ کے طور پر کام کرے، ایک ایسی جگہ جہاں امید، امن اور بقائے باہمی کی کہانیوں کو ایک پلیٹ فارم مل سکے۔

"اپنے پروڈکشن ہاؤس میں، میں ان لوگوں کی آوازوں کو شامل کرنا چاہتا ہوں جن کی کہانیوں کو طویل عرصے سے نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں ایسا بیانیہ تخلیق کرنا چاہتا ہوں جو لوگوں کے دلوں کی آواز ہو، جو دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرتا ہو، اور جو مثبت تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہو۔" زین کا عزم غیر متزلزل ہے اور اس کی آنکھوں میں چمک ہے۔

05

دیواروں سے دلوں تک: پُر امن بقا ئے باہمی کے لئے نازیہ بلوچ کا فنی سفر

"تقسیم اور فساد کی اس دنیا میں، میں دیواروں کواپنے پیار سے پینٹ کرتی ہوں، اور جذبات کو ہم آہنگی اور بقائے باہمی کے کینوس پر ڈھالتی ہوں۔" نازیہ بلوچ

نازیہ بلوچ کا فنی سفر تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کی قوت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ وہ کراچی کے پُر تشدد علاقے لیاری میں پیدا ہوئی اوروہیں پرورش پائی۔ نازیہ نے نفرت اور خونریزی کے تباہ کن اثرات کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دل پر محسوس کیاہے۔ بچپن سے ہی اسے بربریت کے اس کلچر کو تبدیل کرنے کی شدید خواہش تھی۔ چنانچہ فن اور آرٹ کی خداداد صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس نے امن اور محبت کے پیغام کو عام کرنے کی ٹھانی۔" جب میں نے اپنی کمیونٹی میں تشدد اور نفرت کو دیکھا تو مجھے احساس ہوا کہ مجھے کچھ کرنا ہے۔اسی دن سے فن میری آواز بن گیا، امن کا پیغام پھیلانے کا یہی میرا طریقہ ہے۔"

نازیہ بلوچ
کراچی، **2023**

نازیہ کو بچپن ہی سے رنگوں سے لگاؤ تھا۔ کم عمری ہی سے اسے یہ ادراک ہو گیا تھا کہ رنگوں کے زریعے امن اور پیار کے پیغام کو عام کیا جا سکتا ہے۔ اس نے اپنے اسی جذبے کو اتحاد اور افہام و تفہیم کے فروغ کے لیے استعمال کرتے ہوئے فن مصوری کے نام سے ایک پلیٹ فارم کا آغازکیا۔ اس نے نفرت انگیز تقریر کا مقابلہ کرنے اور مساوات کے فروغ کے لیے دیواروں کو آرٹ ورک سے آراستہ کیا۔

فن مصوری کے اس سفر نے اس وقت ایک بڑا موڑ لیا جب نازیہ نے یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ میں شمولیت اختیار کی۔ یہاں اس کی پہچان تبدیلی کے ایک ایجنٹ کے طور پر ہونی شروع ہوئی۔ اس نے سماجی روّیوں پر اثر انداز ہونے کے لئے اپنی اسی دوران اسے لڑکیوں کے ایک مقامی اسکول میں اپنے سوشل ایکشن پروجیکٹ کے نفاذ کا موقع ملا۔ اپنے رنگوں اور تصویروں کے زریعے اس نے نوجوان ذہنوں کو بیدار کیا۔ طلباء کے ساتھ کام کرتے ہوئے، نازیہ نے ان کے خیالات کو اسکول کی دیواروں پر آرٹ کی صورت میں پیش کیا جس سے معاشرے میں امن اور ہم آہنگی کا ایک طاقتور پیغام پھیلا۔ اسکول کی ایک نوجوان طالبہ نے بتایا کہ " سیشنز کےدوران، نازیہ نے ہمیں آرٹ کے ذریعے اظہار خیال کرنے کی ترغیب دی۔ اس سے ہمیں احساس ہوا کہ ہماری آوازیں اہمیت رکھتی ہیں، اور ہم ایک زیادہ ہم آہنگ معاشرے کے قیام میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔"
صلاحیتوں کو بڑھاناشروع کیا۔یہاں اسے تجربہ کار ٹرینر میّسر آئے جنھوں نے اس کی قابلیت اور صلاحیتوں کو مذید جلا بخشی۔

" جب میں نے اپنی کمیونٹی میں تشدد اور نفرت کو دیکھا تو مجھے احساس ہوا کہ مجھے کچھ کرنا ہے۔اسی دن سے فن میری آواز بن گیا، امن کا پیغام پھیلانے کا یہی میرا طریقہ ہے۔" نازیہ بلوچ

نازیہ کے فن پارے کا اثر سکول کی دیواروں سے پوری کمیونٹی میں پھیل گیا۔ شہریوں کے ہاں اسے بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ چائے خانوں میں اس پر بحث ہوئی اور باالآخر میڈیا آؤٹ لیٹس نے اس کا نوٹس لیا۔ اس شاندار کام کو دنیا تک پہنچانے کے لئے خصوصی پروگرام پیش کیے گئے۔ نازیہ کے کام کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے، ایک صحافی کہتی ہیں، "نازیہ کی پینٹنگز ہمت اور بقائے باہمی کی علامت کے طور پر کام کرتی ہیں۔ اس کا فن امن کی امید ، رکاوٹوں کو عبور کرنے

اور اتحاد کو فروغ دینے کا درس دیتی ہیں۔"
جوں جوں نازیہ کے کام کی مشہوری ہوئی دوسرے اسکولوں نے بھی اس پروگرام اپنے ہاں منعقد کرنے کی خواہش کی۔ پراجیکٹ کے دائرہ کار کا اس حد تک پھیلاو شاید کسی نے نہیں سوچا تھا۔ نازیہ کی پینٹنگز امید کی علامت بن چکی تھیں، جو سب کو یاد دلاتی ہیں کہ انسانیت تب پروان چڑھتی ہے جب ہم اختلافات سے قطع نظر احترام اور افہام و تفہیم کے ساتھ رہتے ہیں۔

نازیہ کا سفر اتنا آسان نہیں تھا۔ اسے انتہا پسند عناصر کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، لیکن اس کا عزم غیر متزلزل رہا۔ امن اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کے اس کے جذبے نے کمیونٹی کو متاثر کیا ہے، اور اس کے فن پارے دلوں اور دماغوں کو چھو رہے ہیں۔ نازیہ بلوچ امید کی کرن ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ایک شخص کا عزم اور تخلیقی صلاحیت معاشرے کو نئی شکل دے سکتی ہے۔

مستقبل میں نازیہ آرٹ کو تبدیلی کے ایک آلے کے طور پر استعمال کرنا چاہتی ہے۔وہ فی الحال حقوق نسواں کی ایک تنظیم کے لیے کام کر رہی ہے۔ یہاں وہ اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کو خواتین کی جدوجہد اور حقوق کے لیے استعمال کرتی ہے اور دیوارون پر اس کا اظہار کرتی ہے۔ اس طرح خواتین کے حقوق کی وسیع تر تحریک میں وہ اپنا حصہ ڈالتی ہے۔ اپنی غیر متزلزل لگن کے ذریعے، نازیہ کچھ انمٹ نقوش چھوڑرہی ہےجس کا مقصد ایک زیادہ جامع اور مساوی دنیا کو فروغ دینا ہے۔

06

کرکٹ کی جوڑنے کی طاقت کو نعیم نے بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے استعمال کیا

"مذہب نے مجھے دوسروں سے محبت کرنا اور ان کی خدمت کرنا سکھایا، لیکن یہ یوتھ فار ہیومینٹی پروجیکٹ تھا جس نے مجھے دکھایا کہ مختلف عقائد کے درمیان فاصلوں کو کیسے ختم کیا جائے۔" محمدنعیم

جنوبی پنجاب کے دیہی علاقوں میں، نعیم کی پرورش ایک روایتی مذہبی گھرانے میں ہوئی جہاں تقویٰ اور عقیدت کی قدر کی جاتی تھی۔ جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا گیا، اپنے عقیدے سے اس کی لگن گہری ہوتی گئی، حتیٰ کہ ایک مقامی مسجد میں اسے امام کے عہدے پر فائز کر دیا گیا۔ لیکن اس عقیدے سے عقیدت کے نیچے، نعیم کے اندر تجسس کا ایک شعلہ بھڑک رہا تھا: مذاہب کے سنگم اور مشترکہ نکات کو تلاش کرنے کا تجسس۔ "مذہب نے مجھے دوسروں سے محبت کرنا اور ان کی خدمت کرنا سکھایا، لیکن یہ یوتھ فار ہیومینٹی پروجیکٹ تھا جس نے مجھے دکھایا کہ مختلف عقائد کے درمیان فاصلوں کو کیسے ختم کیا جائے۔"

محمد نعیم
لاہور، 2023

اپنی دیہی روایات کوخیرباد کہتے نعیم نے لاہور میں اپنی زندگی کے ایک نئے باب کا آغاز کیا۔ یہاں اس نے ایک مشہور یونیورسٹی کے شعبہ اردو ادب میں داخلہ لیا۔ اپنے تعلیمی مشاغل کے دوران اس نے ایک مذہبی کمیونٹی میں اٹھنا بیٹھنا شروع کیا جو بین المذاہب مکالمے پر کام کر رہی تھی۔ اس میل جول نے اس کے اندر اتحاد اور قبولیت کے جذبے کو مزید بھڑکا دیا۔ "کیا ایک مسلمان دوسرے مذاہب کے افراد کے ساتھ گھل مل سکتا ہے؟ کیا وہ کسی دوسرے فرقے کی مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے یا دوسروں کو اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دے سکتا ہے؟" ان سوالوں نے اس کے ذہن میں ایک طوفان برپا کر دیا اور اس نے جوابات تلاش کرنے کی جستجو شروع کر دی۔

"یوتھ فار ہیومینٹی پروجیکٹ نے میرے لیے افہام و تفہیم اور ہمدردی کی راہیں روشن کیں۔ اس نے مجھے عقائد کے درمیان ہم آہنگی کے پل بنانے کے لیے آلات فراہم کیے، اور میں اس کے اتحاد کے پیغام کو دور دور تک پھیلانے کے لیے پُرعزم ہوں۔" محمد نعیم

اسے اس تلاش کے لئے زیادہ جستجو نہیں کرنا پڑی۔ جلد ہی اس کا تعارف "یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ" کے ساتھ ہوا۔ نعیم کو پراجیکٹ کے لیے منتخب کر لیا گیا اور وہ تنوع اور مشترکہ اقدار کی دنیا میں ڈوب گیا۔ پراجیکٹ کے تحت ورکشاپس اور دوسری سرگرمیوں کے دوران اس نے وہ گمشدہ ٹکڑا دریافت کیا جس کی اسے تلاش تھی: بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے عملی آلات اور ان کو استمال کرنے کا طریقہ۔

یوتھ فار ہیومینٹی پروجیکٹ نے نعیم کو بین المذاہب مکالمے میں مشغول ہونے اورمذاہب کے درمیان مشترکہ بنیاد ڈھونڈنے کے لیے ایک پلیٹ فارم فراہم کیا۔ یہاں اس نے مذہب اور نسل کی سرحدوں سے بالا تر ہو کر مختلف نقطہ نظر کو سننا، دوسروں کے لئے ہمدردی کے جذبات رکھنا اور اپنائیت کے عمل کو سیکھا۔ ان مکالمات نے نعیم کے خیالات میں وسعت پیدا کی اور امن اور بین المذاہب اتحاد کا جذبہ مذید پروان چڑھا۔ اسی پروان شدہ جذبے کو لیکر نعیم نے خیال کیا کہ کمیونٹی کے اندر اپنے ایجنڈے کو عملی جامہ پہنانے کا وقت ہوا چاہتا ہے ۔ لاہور میں کرکٹ ٹورنامنٹ کا انعقاد اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی جہاں مختلف مذاہب اور فرقوں کے کھلاڑی ہم آہنگی کے جذبے سے سرشار متحد ہو کر میدان میں اترے ۔ ٹورنامنٹ کو مذہبی برادری کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، لیکن تفہیم کو فروغ دینے کے لیے نعیم کا غیر متزلزل عزم غالب رہا۔

ایک ٹیم میں مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والے کھلاڑیوں کے ضم ہونے سے اُس ہم آہنگی کی عکاسی ہوتی تھی جس کا نعیم نے تصور کیا ہے۔ جیسے جیسے کرکٹ ٹورنامنٹ آگے بڑھتا گیا ، دوستیاں بڑھیں، اور فاصلے سمٹ گئے۔ نعیم کا وژن حقیقت کا روپ دھار رہا تھا، اتحاد کی صدائیں باؤنڈری لائن سے باہر بہت دور تک گونج رہی تھیں۔

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ سے متاثر ہو کر، نعیم مختلف عقائد اور فرقوں کے لوگوں کے درمیان مکالمے اور افہام و تفہیم کو فروغ دینے کے لئے اس طرح کی مذید تقریبات کے انعقاد کا ارادہ رکھتا ہے جو مذہبی اور فرقہ وارانہ تفریق سے بالاتر ہوں ۔ نعیم کی لگن اس بات کا ثبوت ہے کہ تعلیم میں تبدیلی پیدا کرنے کی طاقت ہے اور یہ کی تقسیم پر امن کی جیت مسلم ہے۔

اپنے سفر کی عکاسی کرتے ہوئے، نعیم کا کہنا ہے، "یوتھ فار ہیومینٹی پروجیکٹ نے میرے لیے افہام و تفہیم اور ہمدردی کی راہیں روشن کیں۔ اس نے مجھے عقائد کے درمیان ہم آہنگی کے پل بنانے کے لیے آلات فراہم کیے، اور میں اس کے اتحاد کے پیغام کو دور دور تک پھیلانے کے لیے پُرعزم ہوں۔"

07

مشکلات کے دور میں امن کی جستجو: ہم آہنگی اور بقائے باہمی کےلیئے بلبیر سنگھ کا غیرمتزلزل سفر

"جب میں پہلے پہل یوتھ فار ہیومینٹی سے متعارف ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ ہم ایک دوسرے کیلئے ہی ہیں اس پراجیکٹ نےمیرے دل اور روح کو چھو لیا۔ میں جانتا تھا کہ لوگوں کو جوڑنے کیلئے یہ پراجیکٹ اہم سیڑھی ثابت ہوگا۔" بلبیر سنگھ

یہ کہانی ساہیوال سے تعلق رکھنے والےسکھ برادری کے ایک پُر جوش نوجوان کی ہے۔ اِس نوجوان کا نام بلبیر سنگھ ہے۔ ابتدائی تعلیم ساہیوال سے حاصل کرنے کے بعد بلبیر سنگھ نےلاہور کا رخ کیا اور یہاں اردو ادب میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے ایک یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ ساہیوال سے اسکا گہرا تعلق اور اسکی یادیں اس بات کی غمازی ہیں کہ انسانوں کے ساتھ اس کے تعلق کی بنیادیں کتنی گہری ہیں۔ وہ اب بھی سردار کی مٹھائی اور ساہیوال کی نیل گائے کو یاد کرتا ہے۔

بلبیر سنگھ
لاہور، 2023

بلبیر سنگھ ایک متحرک شخصیت کا مالک ہےاسی خوبی نے اُسے لاہور میں رہتے ہوئے مہم جوئی اور مختلف سرگرمیوں کی طرف راغب رکھاہے۔ انہی میں سے اسکی ایک تازہ ترین محبت فلم اور سٹیج میں کام کرنے کا شوق ہے۔ وہ بہت جوش سے فلم میں اداکاری کے اپنے تجربے کو بیان کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اس کی شکل میں پنجابی سینیما کو ایک نیا سلطان راہی مل گیا ہے، لیکن گنڈاسے والا سلطان راہی نہیں بلکہ پیار، محبت اور امن والا سلطان راہی جو کہ اپنا "گنڈاسہ دفن" کر چکا ہے۔

بلبیر سنگھ کو "بات کراتی ہے" تو ہم نے بھی سوچا کہ "چلو بات کر کے دیکھتے ہیں۔" غالباً "سردار کی مٹھائی" کےبے دریغ استعمال کی وجہ سےاس کی زبان بہت میٹھی ہے اور اُسے لوگوں سے جُڑنے اور انہیں جوڑنے کا فن بھی آتا ہے۔اور اگر کہیں دال نہ گلے تو اسے "نچ کے یار منانے" کا طریقہ بھی آتا ہے۔ اگر آپ کو میری بات کا یقین نہیں تو اوپر تصویر دیکھ لیجیئے۔

"امن زندگی ہے اور زندگی کو ترک کرنا ناقابل فہم ہے۔ یہ میری فطرت میں ہے اور کوئی فطرت کے خلاف نہیں جا سکتا۔" بلبیر سنگھ

اِس کہانی کیلئے جب ہم بلبیر سنگھ سے ملے تو وہ اپنی زندگی کے ایک مشکل دور سے گزر رہا ہے۔ اُسے بہت سی مشکلات کا سامنا ہے اور اُسکا یونیورسٹی کی تعلیم جاری رکھنا غیر یقینی ہے۔ لیکن ان تمام مشکلات کے باوجود بلبیر سنگھ معاشرے میں امن اور رواداری کے فروغ کیلئے ایک مضبوط دیوار بن کر کھڑا ہے۔ محبت اور اتحاد کو فروغ دینے والی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اُسکی لگن سے اُسکے غیر متزلزل جذبے کا اظہار ہوتا ہے۔ اُسکا کہنا ہے کی کچھ کام، جیسے محبت پھیلانا اور لوگوں کو متحد کرنا وسائل کی دستیابی سے قطع نظر ضروری ہیں۔ اُسکی لاجواب ہمت اور تبدیلی کیلئے نوجوانوں کی طاقت پر یقین اسے ہمیشہ آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتا ہے۔ یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے دوران بلبیر کو ایک پائلٹ پراجیکٹ کرنے کا موقع ملاجسے اُس نے "ڈائیورسٹی ٹور" کا نام دیا۔ اس ٹور کا مقصد اپنے ساتھیوں کو مساجد، گرجا گھروں، گردواروں اوربہائی کمیونٹی سنٹر میں لے جا کر مختلف مذاہب کے درمیان خلیج کو ختم کرنا تھا۔ یہ دورہ افہام و تفہیم کو فروغ دینے، رکاوٹوں کو دور کرنے اور متنوع برادریوں کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینے میں اہم ثابت ہوا۔ اس موقع پر بلبیر سنگھ نے جذباتی انداز میں اظہار کیا " امن زندگی ہے اور زندگی کو ترک کرنا ناقابل فہم ہے۔ یہ میری فطرت میں ہے اور کوئی فطرت کے خلاف نہیں جا سکتا۔"

زندگی کے ضروری پہلو کے طور پر امن اور ہم آہنگی کی اہمیت پر اسکا اٹل یقین اُسکے مستقبل کی کوششوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ بلبیر کی کوششوں کو اس کے ساتھیوں اور اُسکی کمیونٹی میں رشک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ مذہبی اور ثقافتی گروہوں کے درمیان افہام و تفہیم اور ہم آہنگی کے فروغ کیلئے اُسکی لگن اور کوششوں کو ہر کوئی سراہ رہا ہے۔ بلبیر سنگھ کا اب تک کا سفر متاثر کن ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح ایک فردِواحد کی طاقت اور لگن معاشرے میں تبدیلی کی نقیب بن سکتی ہے۔ ذاتی مشکلات کے باوجود اسکی ہمت اور غیر متزلزل جذبہ چمک رہا ہے اور وہ امن اور ہم آہنگی کی راہ پر اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ مختلف مذاہب کے درمیان پل باندھنے اور انکو متحد کرنے کی بلبیر سنگھ کی کوشش اور صلاحیت ایک نئی روشنی کا پتہ دیتی ہے، ایک ایسی روشنی جس سے سارا معاشرہ منوّرہو سکتا ہے۔۔

سنا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں
یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں

اُسے نئے راستےدریافت کرنے کا شوق ہےجو کہ اُسے ہر روز یونیورسٹی میں پڑھائی کے بعد لاہور کے مختلف علاقوں میں لے جاتا ہے۔ یہی وہ خوبیاں ہیں جو اُسے عام نوجوانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ اپنی اسی فطری جستجو کے سبب بلبیر سنگھ یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے افتتاح سے پہلے ہی بہت سے ایسے پروگراموں کا حصہ رہاہے جہاں نوجوانوں کی قیادت میں امن اور بقائے باہمی کو فروغ دینے کی کوشش کی گئی۔ یہاں اسے مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والے افراد سے بات چیت اور دوستیاں قائم کرنے کا موقع ملا۔ ان تجربات نے امن اور افہام و تفہیم کے فروغ کی طرف بلبیرکے سفر کی بنیاد رکھی۔ مختلف کمیونٹیوں تک مؤثر رسائی، انکو جوڑنے کی منفرد صلاحیت اور مختلف مذاہب اور فرقوں میں اسکی فطری دلچسپی نے اُسکو ہم آہنگی اور امن کا سفیر بنا دیا۔ اسی اثناء میں بلبیر کا تعارف یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ سے ہوا۔ اس پراجیکٹ نے بلبیرکے وژن کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا۔ پراجیکٹ کی سرگرمیوں اور تربیتی پروگراموں نےبلبیر کو مختلف مذاہب کو سمجھنے اور یونیورسٹی اور مدرسہ

کے طلبہ کے درمیان روابط کو فروغ دینے میں مدددی۔

جب میں پہلے پہل یوتھ فار ہیومینٹی سے متعارف ہوا تو میں " نے محسوس کیا کہ ہم ایک دوسرے کیلئے ہی ہیں اس پراجیکٹ نےمیرے دل اور روح کو چھو لیا۔ میں جانتا تھا کہ لوگوں کو جوڑنے کیلئے یہ پراجیکٹ اہم سیڑھی ثابت ہوگا۔"

جب ایڈوکیٹ ایڈوکیسی کرتے ہیں تو پورے جذبے کیساتھ کرتے ہیں۔

"مجھے یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ میں شامل ہونے کا موقع ملا تو مجھے احساس ہوگیا تھا کہ اس پلیٹ فارم کے استعمال سے میں حقوق کے حوالے سے معاشرے کی موجودہ روش کو تبدیل کر سکتا ہوں۔" ارجن سنگھ

دیہی سندھ کے ضلع مٹیاری کی ہندو باگھڑی برادری سے تعلق رکھنے والے ارجن باگھڑی سے ملیئے۔ وہ اپنی کمیونٹی کا پہلا فرد ہے جو یونیورسٹی تک پہنچا اور ایک سال بعد وکیل بننے جا رہا ہے۔ وہ ایک ایسے ہندو قبیلے میں پیدا ہوا جس نے صدیوں سے جبر کا تجربہ کیا ہے۔ اس نے ہوش سنبھالا تو محسوس کیا کہ اسے ہر جگہ امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔ انہیں روّیوں نے امن کیلئے اس کے جذبے کو ہوا دی۔ اسکا خیال ہے کہ "امن اور پسماندہ طبقات کے حقوق کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور امن کے حصول کے بغیران حقوق کا حاصل کرنا نا ممکن ہے"

ارجن سنگھ
کراچی، **2023**

ارجن نے بتایا کہ جب "مجھے یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ میں شامل ہونے کا موقع ملا تو مجھے احساس ہوگیا تھا کہ اس پلیٹ فارم کے استعمال سے میں حقوق کے حوالے سے معاشرے کی موجودہ روش کو تبدیل کر سکتا ہوں۔" پروگرام کیلئے منتخب ہونے کے بعداسے حیرانی ہوئی کہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والا ایک متنوع گروپ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہا ہے۔ اس سے ارجن کا حوصلہ بڑھا۔ پراجیکٹ کے تحت ہونے والے مختلف مباحثوں میں ارجن نے بے خوفی سے ان سماجی مسائل کی نشاندہی کی جو نفرت اور تقسیم کو ہوا دیتے ہیں۔اس نے زور دیا کہ نفرت کے جذبات کسی ایک فریق کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ ہر دو فریقوں کو اپنے تعصبات کو تسلیم کرنے اور رکاوٹوں کو توڑنے کیلئے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

"تنوع ایک کمزوری نہیں ہے یہ ایک طاقت ہے جسکا جشن منانا چاہیے۔" ارجن سنگھ

کامن گراؤنڈ اپروچ ٹریننگ کے دوران ارجن نے پہلی بار تبدیلی کی طرف حقیقی سفر کا آغاز کیا۔ اسے لگا کہ اس ٹریننگ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے گویا وہ اسکے دل کی آواز ہے۔ اس ٹریننگ نے ارجن کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور امن کے موضوع پر با معنی مکالمے کے آغاز کیلئے ایک پلیٹ فارم فراہم کر دیا۔ اس دوران امن کے بارے میں اسکی سمجھ بوجھ مزید گہری ہوئی اور اس نے اپنے خیالات کو عملی شکل دینے کیلئے ایک لائحہ عمل طے کیا۔ اس لائحہ عمل سے اسے اپنی زندگی میں پہلی بار ایک مقصدیت کا احساس ہوا اور اس نے ایک ایسے معاشرے کی تعمیر کی طرف عملی کوششیں شروع کر دیں جو امن کا گہوارہ ہو اور نفرت اور تقسیم کے جذبات سے پاک ہو۔ "کامن گراؤنڈ اپروچ ٹریننگ نے مجھے صراحت کے ساتھ ایک سمت فراہم کی جو مجھے معاشرے میں قیام امن اورمثبت تبدیلی لانے کے لیئے درکار تھی۔"

اپنے سوشل ایکشن پراجیکٹ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ارجن نے اولاً تو کرکٹ کی متحد کرنے کی طاقت کو استعمال کیا اس نے ایک کرکٹ ٹورنا منٹ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جس میں مختلف یونیورسٹیوں اور مذہبی پسِ منظر والے کھلاڑیوں کو ملا کر ٹیمیں تشکیل دی گئیں۔ ہر ٹیم میں مختلف مذاہب کے کھلاڑی شامل تھے اور ٹیموں کی یہ تشکیل اتحاد اور مساوات کا پیغام دے رہی تھی۔

ہر ارجن نے واضح کیا کہ کرکٹ محض لوگوں کو اکٹھا کرنے کا ایک ذریعہ تھا جبکہ اسکا حقیقی مقصد عملی زندگی میں ان برادریوں کے درمیان امن، احترام اور رواداری کی اقدار کو فروغ دینا ہے۔ ٹورنامنٹ دقیانوسی خیالات کو توڑنے اور شرکاء کے درمیان بامعنی روابط کو فروغ دینے میں کامیاب رہا۔
مسقبل میں ارجن امن کا یہی پیغام پھیلانے کیلئے پُر عزم ہے۔ اس کے پیغام کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ "تنوع میں خوبصورتی ہے۔" وہ اپنے پراجیکٹ کے ساتھیوں کو متحد رکھنے اور مزید نوجوانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کیلئے سوشل میڈیا سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ امن اور قبولیت کے پیغام کو پھیلانے کیلئے وہ ڈرامہ نگاروں اور سوشل میڈیا انفلوئنسرز سے ملے گا اور امن کی آواز کو مزید توانا کرے گا۔ اس کے علاوہ وہ سندھ کے مختلف علاقوں میں سیمینار منعقد کرے گا اور لوگوں کو امن کی طرف بلائے گا۔ ارجن تعلیمی نصاب میں اصلاحات کی بھی وکالت کرتا ہے جس کا مقصد نفرت انگیز بیانیے کو ختم کرنا اور امن و محبت کے پیغام کو فروغ دینا ہے۔ مزید برآں وہ امن سے متعلق مسائل کے حل کیلئے قانونی مشورے اور خدمات رضاکارانہ طور پر دیتا رہے گا۔

تنوع ایک کمزوری نہیں ہے یہ ایک طاقت ہے جسکا جشن منانا" چاہیے۔" ارجن ہمیں اختلافات کی خوبصورتی کو قبول کرنے اور ایک ہم آہنگ مسقبل کیلئے مل کر کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

09

طوبیٰ:آرٹ کے ذریعے امن اور ہم آہنگی کا فروغ

"میرے برش کے سٹروک میں زخموں پر مرہم رکھنے، فاصلوں کو ختم کرنے اور ایک ہم آہنگ مستقبل کی امید جگانے کی صلاحیت ہے "۔

"میرے برش کے سٹروک میں زخموں پر مرہم رکھنے، فاصلوں کو ختم کرنے اور ایک ہم آہنگ مستقبل کی امید جگانے کی صلاحیت ہے" یہ الفاظ "رنگِ امن" کے مقابلے میں شریک ایک نوجوان لڑکی کے ہیں۔ اس لڑکی کا نام طوبیٰ ہے۔ رنگِ امن کے اس تخیل کے پیچھے طوبیٰ ہی کا دماغ کارفرما ہے۔ طوبیٰ فنکارانہ جذبے کو سمیٹے سماجی شعور کی ایک تحریک کا نام ہے۔ اس نے اپنے فن کے ذریعے امن اور ہم آہنگی پھیلانے کیلئے ایک شاندارسفر کا آغاز کیا ہے۔

طوبیٰ رفیع
کراچی، 2023

طوبیٰ نے اپنے فنی سفر کا آغاز اپنے فنکار والد کے زیرِ سایہ پروان چڑھتے ہوئے کیا۔ اُس کے مطابق تخلیقی صلاحیت اور معاشرتی تبدیلی میں گہرا تعلق ہے۔ سوشل ورک میں اسکی تعلیم نے اِس کو معاشرے میں موجود ناہمواریوں سے متعارف کروایا۔

معاشرے کو درپیش اِن چیلنجوں کا حل تلاش کرنے کیلئے اُسکی جستجو اُسے "یوتھ فارہیومینٹی پراجیکٹ" تک لے گئی۔ پراجیکٹ کے امن مکالموں اور کامن گراوٗنڈ اپروچ ٹریننگ کے دوران اُسکو وہ جواب مل گئے جنکی وہ ایک عرصے سے متلاشی تھی۔ دقیانوسی تصورات جنہوں نے اس کے نقطہ نظرکو دھندلا دیا تھا ایک ایک کرکے منتشر ہونے لگے۔ اُس نے شناخت کے سیالی تصور اور ہم آہنگی کے حصول کیلئے مشترکہ بنیاد کی اہمیت کو تسلیم کیا۔

طوبیٰ ملک بھر کے تعلیمی اداروں سےدرخواستیں موصول ہوئیں ہیں جو اپنے ہاں رنگ امن کی میزبانی کیلئے بے چین ہیں۔

امن و ہم آہنگی کے بارے میں اپنے تصورات سے دھند چھٹنے کے بعد طوبیٰ نے رنگِ امن کا تصور پیش کیا ۔ "رنگِ امن" دراصل بین المذاہب مکالمے، شمولیت اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کیلئےایک پینٹنگ مقابلہ ہے۔ مختلف پسِ منظرسے تعلق رکھنے والےپچاس سے زائد نوجوان طلباء اور طالبات نے اس مقابلے میں شرکت کی۔ طوبیٰ نے ذاتی طور پرتمام شرکاً سےرابطہ کیا انہیں اس مقابلے کی اہمیت سے آگاہ کیا، مقابلے میں پرجوش شرکت کی درخواست کی اور اس کے ممکنہ اثرات پر گفتگو کی۔رنگ امن کا اثر فوری اور گہرا تھا۔ فنکاروں نے آرٹ میں پنہاں تبدیلی کی طاقت کو کراچی میں امن کے فروغ اور ڈارک آرٹ کے مروجہ رجحان کا مقابلہ کرنے کیلئےایک ہتھیار کے طور پراستعمال کیا۔ مقابلے نے نہ صرف اظہار خیال کیلئے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا بلکہ اس اجتماعی احساس کی بھی جلا بخشی کہ آرٹ کے ذریعے معاشرے میں مثبت تبدیلی کی تحریک کا آغاز کیا جا سکتا ہے۔ رنگ امن کی مقبولیت میں اضافہ ہوا اور جب طوبیٰ نےرنگ امن کے دوسرے راوّنڈ کا آغاز کیا تو400سے زائد درخواستیں موصول ہوئیں۔

طوبیٰ کے رنگِ امن کی گونج پورے معاشرے میں ہے۔ اِس نے امن کے فروغ کیلئے آرٹ کی اہمیت کو اجاگر کیاہے۔ محدود آزادی اظہارکے سماجی چیلنج کے باوجود طوبیٰ اپنے مشن میں پر عزم ہے۔ وہ اس بات پرپختہ یقین رکھتی ہے کہ آرٹ میں فاصلوں کو کم کرنےکی طاقت موجود ہے۔ یہ خیالات کو آزادانہ اظہار کے قابل بناتا ہے اور امن اور ہم آہنگی کیلئے ایک عملِ انگیز کے طور پر کام کرتا ہے۔ مستقبل میں وہ رنگ امن کے کینوس کووسعت دینے کیلئے تیار ہے۔ اسے ملک بھر کے تعلیمی اداروں سےدرخواستیں موصول ہوئیں ہیں جو اپنے ہاں رنگ امن کی میزبانی کیلئے بے چین ہیں۔
رنگ امن کی اس مقبولیت سے اُسکا حوصلہ بڑھا ہے اور وہ ممکنہ سپانسرز کی مدد سے رنگ امن کو متعدد شہروں میں لے جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

رنگِ امن پُر امن بقائے باہمی کو فروغ دینے کیلئے مؤثر پیغام رسانی کی اہمیت پر زور دیتا ہے جو کہ یوتھ فار ہیومینٹی کے بنیادی مقاصدمیں سے ایک ہے۔ یہ پیغامات امن اور انسانی حقوق کے متعلق معاشرے میں آگاہی پھیلا رہے ہیں۔ اپنی فنکارانہ کوششوں سے طوبیٰ معاشرے پر انمٹ نقوش چھوڑ رہی ہے اور وہ دلوں کو چھوتے ہوئے پیغامات کے ذریعے ہم آہنگی سے بھر پور ایک روشن مستقبل کی نوید دے رہی ہے۔

ہم آہنگی کا فن : معاشرے کو متحد کرنے کیلئے مور کا سفر

مور کی کہانی اندرون سندھ کے دل میں واقع ضلع جیکب آباد سے شروع ہوتی ہے۔
مور نےجب ہوش سنبھالا تو اُس نے خود کو ایک ایسے معاشرے میں پایا جہاں مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان بات چیت بہت کم ہوتی تھی۔ جہاں آپس میں گھل مل جانا روایات کے منافی تھا اور جہاں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والےافراد کو مخاطب کرنے کے لئے حقارت آمیز القابات استعمال کئے جاتے تھے۔ حیرت کی بات ہے کہ جیکب آباد کی ۱۰فیصد ہندو آبادی کے باوجود مور کا ایک بھی ہم جماعت ہندو نہیں تھا۔ اس سے ہندو برادری کی پسماندگی کا اندازہ لگایا جا سکتاہے۔ ہندو برادری کی حالت زار مور کیلئے ایک معمہ تھا۔ اس کے ذہن میں بیسیوں سوالات نے جنم لیا لیکن ان کے جوابات کہیں موجود نہیں تھے۔ جب وہ کچھ بڑا ہوا تواسے ایک ہی پیغام دیا گیا کہ وہ ایک مسلمان ہے اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم نہیں ہو سکتے۔ اس الجھن نے مور کو بہت برسوں تک پریشان رکھا کہ مذاہب کے لوگ آپس میں مصافحہ کیوں نہیں کرتے۔

مور قادر
کراچی، 2023

جب اُس نے کراچی کی ایک یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو اُس نے ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی جو ایک عرصہ سے اسے نہیں ملے تھے۔ یونیورسٹی ہوسٹل میں گزارا پہلا رمضان اسکی زندگی میں ایک اہم موڑ ثابت ہوا۔ وہاں اُسکی ہندو اور مسلم دونوں مذاہب کے طلبہ سے گہری دوستی ہو گئی۔ رمضان سے قبل دوستوں کے اس گروپ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ روزہ نہ رکھنے والےہندو رمضان کے دوران کھانا بنانے کی ذمہ داری ادا کریں گیں۔ اس فیصلے نے مور کو پریشان کر دیا۔ جب اس نے اپنے مسلمان دوستوں سے کھل کر بات کی اسے پتہ چلا کہ انہیں ہندؤوں کے ہاتھ کا پکا کھانے میں کوئی اعتراض نہ تھا۔ مورنے بھی اس انتظام کو خاموشی سے تسلیم کر لیا۔

"میں تنوع کے میدان میں تبدیلی کا محرک ہوں۔ دلوں کو جوڑتا ہوں اور ایک ہم آہنگ مستقبل کی تشکیل کر تا ہوں۔"
مور قادر

"پینل ڈسکشن نے مشترکہ اقدار کے گلدستے کی نقاب کشائی کی اور اُن غلط فہمیوں کو دور کیا گیا جِس میں میرا ذہن ایک عرصے سے مبتلا تھا۔" مور قادر

ہاسٹل کے کامیاب تجربے نے اسے ہم آہنگی کے مسا ئل پر زیادہ توجہ دینے کی ہمت دی۔ اِس نے رضاکارانہ طور پر ایسی تنظیموں اور پروگراموں میں شمولیت کی جو مساوات، ہم آہنگی اور تنوع کو فروغ دیتے تھے۔ یہی وہ وقت تھا جب اسکا تعارف یوتھ فار ہیومینٹی پروگرام کے ساتھ ہوا۔ ایک طریل انتظار کے بعد مور کے ہاتھ میں وہ سرا آچکا تھا جو خاص طور پر اسکی ضروریات کو پورا کرنے اور الجھنوں کودور کرنے کیلئے تیار کیا گیا ہے۔

اپنے تبدیلی کے سفر پر بات کرتے ہوئے مور نے ایک اہم پینل ڈسکشن کا ذکر کیا جس میں مختلف مذہبی پسِ منظر کے نامور علماء اکٹھے ہوئے۔ "پینل ڈسکشن نے مشترکہ اقدار کے گلدستے کی نقاب کشائی کی اور اُن غلط فہمیوں کو دور کیا گیا جِس میں میرا ذہن ایک عرصے سے مبتلا تھا۔" بات کرتے ہوئے مور کی آواز میں ایک جوش تھا۔

مور نے معاشرے میں ہم آہنگی کےحصول کے لئے اپنا سفر جاری رکھا۔ اس سفر کے دوران ہم خیال لوگوں سے اُسکے گہرے روابط استوار ہوئے۔ اس میں دوہزار نوجوانوں پر مشتمل ایک نیٹ ورک بھی شامل ہے، جس نے امن اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کیلئے اپنی کاوشوں کو وقف کر رکھا ہے۔ اِن میں بہت سے نوجوان مور کے جذبے سے متاثر ہو کراس نیٹ ورک میں شامل ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اس تحریک کا اہم کردار ہے۔

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کی ایک سرگرمی کے طور پر پراجیکٹ کے شرکاء ایک سوشل ایکشن پراجیکٹ پر کام کرتے ہیں۔ مور کا سوشل ایکشن پراجیکٹ بھی ان میں سے نمایاں ہے۔ اُس نے "ہم آہنگی کا سفر" کے نام سے ایک کتاب شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس کتاب نے مقامی ہیروز کی کہانیاں جمع کی ہیں، جنھوں نے مذہب اور ذات پات سے بالاتر ہو کر نچلی سطح پر امن اور ہم آہنگی کیلئے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ مور کے مطابق یہ گمنام سپاہی حقیقی ہیروز ہیں جو کہ پر امن معاشرے اور روشن مستقبل کیلئے ایک کرن ہیں۔

مور یہ تسلیم کرتاہے کہ ہم آہنگی کا سفر طویل ہے اور مشکلات سے بھرا ہوا ہے لیکن اِسکی آنکھوں میں چمک ہے اور وہ قوم کے بہتر مستقبل کیلئے پُر امید ہے۔ امید کے اس سفر میں اسے اپنے خاندان کا مکمل تعاون حاصل ہے۔ اُس کے ماں پاب اور بہن بھائی کھلے دل سے اسکی کوششوں کو تسلیم کرتے ہیں اور اسکی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ روشن خیالی کا یہ سبق اُس نے اپنے ہم جماعتوں کو بھی دیا ہے جو سندھ بھر کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اپنے رفقاء میں اُس نے تنوع اور شمولیت کے معنی اور اِسکی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ مستقبل میں وہ اپنے نرسنگ کے شعبے کو شمولیت اور تنوع کے مرکز میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

"میں تنوع کے میدان میں تبدیلی کا محرک ہوں۔ دلوں کو جوڑتا ہوں اور ایک ہم آہنگ مستقبل کی تشکیل کر تا ہوں۔"

Youth for Humanity-An Introduction

The Youth for Humanity project is a transformative initiative aimed at fostering interfaith harmony, promoting peace, and empowering youth to become catalysts for positive change in their communities. This project brings together young individuals from diverse religious backgrounds to engage in dialogue, bridge divides, and work collaboratively toward building a more inclusive and harmonious society. The project was funded by DRL and implemented by Search for Common Ground with two implementing partners; Shaoor Foundation for Education and Awareness and Pakistan Research Institute for Sustainable Media (PRISM).

The project worked on the following lines:

Promoting Interfaith Harmony: The project aims to create platforms and opportunities for youth from different religious communities to come together, share experiences, and learn from one another. Through dialogue, cultural exchanges, and collaborative activities, participants will foster understanding, respect, and appreciation for religious diversity.

Empowering Youth Leaders: The project seeks to empower young leaders by providing them with the necessary skills, knowledge, and resources to effectively engage their peers and communities on issues related to intercommunal dynamics. Training programs, workshops, and networking meetings will equip youth leaders with conflict resolution, communication, and leadership skills.

Building a Network of Change Agents: The project aims to establish a network of young change agents who will collaborate, share experiences, and support one another in their endeavors to promote interfaith harmony and peace. Through online platforms, regional gatherings, and mentorship programs, the network will serve as a resource hub for continued learning, collaboration, and advocacy.

Social Action Projects: Youth leaders will implement Social Action Projects (SAPs) within their communities, addressing specific challenges related to interfaith harmony and peacebuilding. These projects will focus on raising awareness, promoting dialogue, and initiating grassroots initiatives that foster inclusivity, tolerance, and understanding among diverse religious groups.

The Youth for Humanity project recognizes the vital role of youth in shaping a peaceful and inclusive future. By engaging young leaders, providing them with the necessary tools and support, and encouraging their active participation in promoting interfaith harmony, the project aims to create a ripple effect of positive change that will extend beyond the duration of the project.

Through this project, we envision a society where diversity is celebrated, dialogue is valued, and mutual respect and understanding prevail.

11

اعتماد کی آبیاری: امن اور رواداری کے فروغ کے لئے عبید کا سفر

میں یہ سمجھ چکا ہوں کہ زندگی میں میرا مقصد صرف اپنے بارے میں نہیں بلکہ دوسروں کے بارے میں بھی سوچنا ہے۔ ہمارا رویہ معاشرے پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ سوشل روک نے مجھے منتخب کیا ہے اور میں اپنی کوششوں کو ایک ایسی دنیا بنانے کیلئے استعمال کرنے میں پر عزم ہوں جہاں ہمدردی اور مہربانی ہو۔ یہی حقیقی ترقی ہے اور ایسا معاشرہ ہی خیر کا معاشرہ ہے۔ عبید علی

عبید نے اپنی ابتدائی زندگی میں بہت سی مشکلات اور محرومیوں کا سامنا کیا۔ جب وہ بڑا ہواتواُس کے سامنے کئی کام تھے۔ وہ اپنے خاندان کا واحد کفیل تھا، نفرت اور عدم برداشت کوختم کر کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور اتحاد کو فروغ دینےکی ذمہ داری بھی اس نے خود ہی اپنے اوپر ڈالی تھی۔ تبدیلی کے اس شدید جذبے نے عبید کو سخت بے چین کر رکھا تھا اور آخرکار اسے "یوتھ فار ہیومینٹی" پراجیکٹ میں ہی سکون اور رہنمائی ملی۔

عبیدعلی
لاہور، 2023

اِس پراجیکٹ نے عبید کی ذاتی ترقی میں اہم کردار ادا کیا اور معاشرے میں تعمیری کام کیلئے اسے متحرک کیا۔ پراجیکٹ کی مختلف سرگرمیوں جیسا کی پیس ڈائیلاگ، نیٹ ورک میٹنگز اور کامن گراؤنڈ اپروچ ٹریننگ میں اپنی فعال شرکت کے ذریعے عبید نے مختلف تصورات اور نقطہ ہائے نظر کی گہری سجھ بوجھ حاصل کی۔اُس نے سیکھا کی کس طرح متنوع پسِ منظر سے تعلق رکھنے والےافراد کے ساتھ بات چیت کرنا ہے اور رواداری اور بین المذہب ہم آہنگی کو فروغ دینا ہے۔ پراجیکٹ کے ذریعے تبدیلی کا ثبوت واضح تھا کیونکہ عبید جو کہ کبھی شرمیلا اور لوگوں میں نہ گھلنے ملنے والا شخص تھا، ایک پر اعتماد نوجوان میں تبدیل ہو چکا تھا جس نے کامن گراوّنڈ ٹریننگ کے دوران بے خوف ہوکر اپنے ما فی الضمیر کا اظہار کیا۔

پراجیکٹ کے ذریعے تبدیلی کا ثبوت واضح تھا کیونکہ عبید جو کہ کبھی شرمیلا اور لوگوں میں نہ گھلنے ملنے والا شخص تھا، ایک پر اعتماد نوجوان میں تبدیل ہو چکا تھا جس نے کامن گراوّنڈ ٹریننگ کے دوران بے خوف ہوکر اپنے ما فی الضمیر کا اظہار کیا۔

یوتھ فار ہیومنٹی نے عبید میں ایک نیا اعتمادپیدا کیا۔ اسے دوسروں کے ساتھ جڑنے اور انہیں تجربات اور منصوبہ بندی میں شامل کرنے کے گُر سکھائے۔ اپنے محلے میں اُسکا کردار ایک سرپرست کا ہے جہاں وہ نوجوانوں کی رہنمائی کرتا ہے اور پُر امن زندگی گزارنے کیلئے انہیں قیمتی سبق یاد دلاتا ہے جو کہ اُس نے پراجیکٹ سے سیکھے ہیں۔ "جب میں چھوٹا تھا تو گھر میں کوئی میری رہنمائی کرنے والا نہ تھا۔ میں نہیں چاہتاکہ کوئی نوجوان صرف اس وجہ سے بھٹک جائے کہ کوئی اُسکی رہنمائی کرنے والا نہیں ہے۔"

عبید نے اپنے سوشل ایکشن پراجیکٹ تحت ایک تقریب کا اہتمام کیا جہاں مختلف مذہبی اور تعلیمی پسِ منظر سے تعلق رکھنے والی 30سے زائد لڑکیوں نے ایک دن ساتھ گزارا، آزادانہ بات چیت کی اور ایک دوسرے کی ثقافتوں اور رہن سہن کے طریقوں کے بارے میں جانا۔ ابتدا میں ان لڑکیوں کی مذہبی اور نسلی شناخت کو چھپا کر اور بعد میں اُسے ظاہر کر تے ہوئےعبید نے انہیں سمجھایا کہ انسانیت مذہبی یا ثقافتی پسِ منظر سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ تقریب کے دوران اس نے لڑکیوں اور مقامی ہیروز کے درمیان ایک مکالمے کا اہتمام کیا تا کہ لڑکیاں ان کی زندگی کے تجربات سے سیکھ سکیں۔

عبید کے اگلے پانج سال اپنی کمیونٹی میں چھپے ہوئے جواہرات کو ڈھونڈنے اور انہیں لوگوں میں متعارف کرانے کیلئے وقف ہیں۔ یہ وہ مقامی ہیروز ہیں جنہوں نے معاشرے میں اتحاد اور یگانگت پیدا کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے لیکن ان کی محنت کی عوامی سطح پر پذیرائی نہیں ہو پائی۔ انکی متاثر کُن کہانیوں کو اجا گر کرنا اور لوگوں تک پہنچاناعبید کا مشن ہے تا کہ لوگ جان سکیں کہ بھلائی کا ایک چھوٹا سا کام چاہے وہ کتنی ہی چھوٹی سطح پر کیا جائے کتنے دوررس نتائج لا سکتا ہے۔ معاشرے میں تبدیلی کا باعث بننے والی ان کہانیوں کا مؤثر طریقے سے نئی نسل تک پہنچا کروہ انہیں اِن ہیروز کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کرنا چاہتا ہے۔ اُس کو یقین ہے کہ اِس طریقے سے ایک مضبوط اور مربوط معاشرے کی تشکیل کی جا سکتی ہے۔ تا ہم اُس کے نزدیک یوتھ فار ہیو مینٹی پراجیکٹ کی اصل کامیابی اُس کے خاندان پر اُس کے مثبت اثرات ہیں۔ اُسکی چھوٹی بہن ایک روشن مثال ہے کہ کس طرح پراجیکٹ کا سبق اُس کے گھر کے اندر سرایت کر چکا ہے۔ اِس پراجیکٹ نے اُس کے بہن بھائیوں کے درمیان زیادہ رواداری اور ہم آہنگی کو فروغ دیا ہے۔

12

تقسیم کو ختم کرنا اور محبت کو پھیلانا: یوتھ فار ہیومینٹی کے ساتھ صدف کا سفر

ہر رشتہ پہلی ملاقات سے شروع ہوتا ہے اور میں نے خود کو رشتوں کو پروان چڑھانے اور راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے وقف کر رکھا ہے۔صدف مسعود

لڑکیوں کو اپنی سوچ کے محدود دائروں سے آزاد ہو کر کچھ بڑا سوچنے کی ہمت کرنی چاہیے۔ ہم میں سےہر ایک کو ایک مقصد کے ساتھ دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ اس مقصد کی تلاش کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ میں آپکو یقین دلاتی ہوں کہ لوگوں کے درمیان محبت پھیلانا اور اتحاد کو فروغ دینے سے بڑا کوئی مقصد نہیں ہے۔ یہی وہ مقصد ہےجو دوسرے کے دلوں میں ہمیں ہمیشہ کیلئے زندہ رکھ سکتا ہے۔یہ الفاظ صدف کے ہیں۔

صدف مسعود

لاہور، 2023

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے ساتھ سفر نے صدف کی نشوونما میں اہم کردار ادا کیا اور اُس کے اندر سماجی تبدیلی کے جذبے کو ابھارا ہے۔ بظاہر ابلاغِ عامہ (ماس کمیونیکیشن) میں اسکی تعلیم اور ایک سافٹ وئیرہاؤس میں اُسکی ملازمت میں ایک تفاوت نظر آتاہے، لیکن صدف کے مطابق موثر ابلاغ وہ مشترکہ دھاگہ ہے جو اُسکی تمام سرگرمیوں اور دلچسپیوں کو متحد رکھتا ہے۔ پراجیکٹ سے حاصل کردہ علم سے لیس صدف اپنی کمیونٹی میں تبدیلی کی ایک طاقتور ایجنٹ بن گئی ہے۔ اُس کے مطابق یوتھ فار ہیومینٹی میں شرکت زندگی بدلنے والا تجربہ ہے۔ پراجیکٹ نے تنوع کو اپنانے اور اتحاد کو فروغ دینے کیلئے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ بامعنی بات چیت اور مکالموں کے ذریعےمیں نے محبت کی طاقت کے بارے میں جانا کہ یہ کس طرح معاشرے میں موجود تفرقوں میں پل کا کردار ادا کر سکتی ہے۔

پراجیکٹ کے تحت نیٹ ورکنگ نے صدف متنوع پسِ منظر سے تعلق رکھنے والےافراد سے رابطہ قائم کرنے کا ایک پلیٹ فارم فراہم کیا جہاں وہ آزادانہ اظہار رائے کر سکے۔ ان ملاقاتوں نے ان دقیانوسی تصورات کو ملیا میٹ کر دیا جووہ بچپن سے پال رہی تھی۔ اس نےپراجیکٹ ٹیم کی رہنمائی میں بین المذاہب مکالموں میں شرکت کی اور مختلف مذاہب اور فرقوں کے افراد کے ساتھ خیالات کا تبادلہ کیا اور خوشی کے لمحات میں انہیں شریک کیا۔ اُس کے ساتھیوں میں سے ایک چمن لعل اس تبدیلی کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں " اس پورے سفر میں صدف کی ترقی قابلِ ذکر ہے۔ وہ بین المذاہب ہم آہنگی اور شمولیت کی حقیقی سفیر بن گئی ہے۔ اُس کی مختلف نقطہ نظر کو سننے اور سمجھنے کی صلاحیت متاثر کُن ہے۔"

امن مکالموں میں شرکت نے صدف کو دوسرے مذاہب کے افراد کے خیالات جاننے کا موقع دیا۔ صدف تسلیم کرتی ہے کہ مخالف دلائل کم ازکم ایک حصہ ایسا ہوتا ہے جوآپکو مشترکہ بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے صدف نے بتایا " امن مکالمے میں شرکت نے مجھے مؤثر بات چیت کا فن سیکھایا۔ مکالمے کا فن بحث کو جیتنے کیلئے نہیں بلکہ افہام و تفہیم کو فروغ دینے اور مشترکہ بنیاد تلاش کرنے کے متعلق ہے۔ مکالمے کے ذریعے ہم اختلاف کو ختم کر سکتے ہیں اور ایک جامع اور ہم آہنگ معاشرے کی تشکیل کر سکتے ہیں۔" کامن گراوّنڈ ٹریننگ میں اس نے سیکھا کہ مذہبی یا ثقافتی اختلافات کے باوجود ہم میں بحثیت انسان بہت سی قدریں مشترک ہیں یہ مشترکہ روّیے، عادات اور طرزِ زندگی متنوع معاشرے کے اندر بانڈزکا کام کرتے ہیں اور افراد کے درمیان احترام اور افہام و تفہیم کو فروغ دیتے ہیں۔

اپنے سوشل ایکشن پراجیکٹ کے تحت صدف نے ایک روزہ سپورٹس گالہ کا اہتمام کیا جس میں مختلف تعلیمی اداروں اور مذہبی پسِ منظر رکھنے والی لڑکیوں کو اکٹھا کیا گیا۔ اس تقریب نے لڑکیوں کے درمیان بات چیت، ثقافتی تبادلے اور روابط قائم کرنے میں سہولت فراہم کی۔ جب اس ایک روزہ تقریب کے فائدے پر سوال اٹھایا گیا تو صدف نے جواب دیا " ہر رشتہ ایک ہی ملاقات سے شروع ہوتا ہے اور میں نے خود کو رشتوں کو پروان چڑھانے اور راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے وقف کر رکھا ہے۔"

صدف کا اگلے پانچ برسوں کا ایجنڈا پاکستان میں اقلیتی مذاہب کے احترام کو فروغ دینے کے گرد گھو متا ہے۔ وہ اس وقت سخت پریشان ہوتی جب پڑوسی ملک میں ہونے والے واقعات کے نتیجے میں اُس کے اپنے ملک میں غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ صدف کا پختہ یقین ہے کہ " مذہبی اقلیتوں اور انکی عبادت گاہوں کو احترام دینے سے ایک مثبت اثر سرحد کے اُس پار جائے گا۔" وہ کہتی ہے کہ "انسانی معاشرے ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں اور میرے ملک میں مثبت روّیےکے جواب میں سرحد کے اس پار بھی روّیے بدلیں گے۔" اپنی ملازمت کے ساتھ ساتھ صدف سوشل میڈیا کی طاقت اور افا دیت کو سیکھ رہی ہے۔ وہ سوشل میڈیا کے استعمال میں مہارت حاصل کرنا چاہتی ہے تاکہ معاشرے پر مثبت طریقے سے اثر انداز ہو سکے۔ اپنے جذبے اور عزم کے ذریعےوہ نہ صرف پاکستان بلکہ سرحد پار بھی احترام، ہم آہنگی اور شمولیت کا پیغام دینا چاہتی ہے۔

13

نعمت: ایک کامیاب نوجوان رہنما جو یوتھ فار ہیومینٹی کے متوقع نتائج سے زیادہ حاصل کرنے کیلئےپُرعزم ہے۔

سماجی مسائل حل کرنے، پسماندہ برادریوں کو با اختیار بنانے اور دوسروں کو امن کی راہ پر گامزن کرنے کیلئے ورکشاپس اور بیداری مہم کا انعقاد میرے ورک پلان کا حصہ ہیں۔نعمت الرحیم

نعمت کی شخصیت روایتی مذہبی تعلیم اور جدید یونیورسٹی تعلیم کا ایک متوازن امتزاج ہے۔ اُس نے لاہور کے ایک نامور ادارے سے مذہبی تعلیم مکمل کی اور اپلائیڈ سائیکالوجی میں اسکی ڈگری تکمیل کے قریب ہے۔ تاہم نعمت کے اس سفر نے اُس وقت ایک نیا موڑ لیا جب وہ یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ میں شامل ہوئی۔

نعمت الرحیم

لاہور، 2023

بین المذاہب سرگرمیوں کے ساتھ اسکا ابتدائی تعارف یوٹیوب چینل پر ایک تقریری مقابلے کے ذریعے ہوا۔ نعمت کی فصاحت اور فکر انگیز دلائل نے یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے منتظمین کی توجہ حاصل کر لی۔ اس میں ایک نوجوان رہنما کے طور پر معاشرے میں تبدیلی لانے کی صلاحیت موجود تھی۔ جب کچھ عرصہ بعد یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کا آغاز ہوا تو نعمت نے بخوشی اس پراجیکٹ میں شمولیت اختیار کرلی۔

پراجیکٹ کے تحت نیٹ ورکنگ میٹنگ کے دوران نعمت نے اپنے نقطہ نظر میں گہری تبدیلی کا تجربہ کیا۔ اِس نے بین المذاہب ہم آہنگی کے بارے میں سیکھا اور بحث اور مکالمے کے فرق کو جانا۔ اس میٹنگ میں شرکت سے پہلے نعمت کا روّیہ غالبانہ ہوتا تھا لیکن نیٹ ورکنگ میٹنگ کے بعد نعمت نے حقیقی مکالمے کی اہمیت کو تسلیم کیا۔ اس میں دوسروں کی رائے کا احترام کرنے، متنوع نقطہ نظرکو جگہ دینے اور مختلف دلائل کو سننے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ اس احساس نے اسکا روّیہ بدلنے میں اہم کردار ادا کیا۔

ہم میں سے کچھ شرکاء کو جبری مذہبی تبدیلی، غیر مسلم لڑکیوں کے اغوا اور جبری شادیوں کے بارے میں بالکل آگاہی نہیں تھی۔ جوں جوں مکالمہ آگے بڑھتا ہماری حیرت اور حیرانگی میں اضافہ ہوتا گیا۔ ان مکالموں نے اقلیتوں کو درپیش مسائل کے بارے میں ہماری آنکھیں کھول دی۔نعمت الرحیم

میٹنگ ہال سے نکلتے وقت نعمت ایک تبدیل شدہ شخصیت تھی۔ غیر مسلموں کے ساتھ بات چیت کرنے میں اسکا خوف ختم ہوا اور پراجیکٹ کی سرگرمیوں کے دوران اس نے غیر مسلم افراد کے ساتھ روابط قائم کئے ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا شروع کیا اور دوران سفر ایک عیسائی لڑکی کے ساتھ ایک ہی کمرے میں قیام کیا۔ اپنی ذات کی حد تک یہ وہ تبدیلیاں تھیں جن کا کچھ ماہ قبل وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ "نیٹ ورکنگ میٹنگ وہ بنیاد تھی جس پر آگے چل کر میں نے بامعنی روابط استوار کئے اور ایک ایسے معاشرے کا خواب دیکھاجہاں اتحاد اوراحترام غالب ہو۔"

امن مکالموں نے ملک میں مذہبی اقلیتوں کو درپیش چیلنجوں اور امتیازی سلوک کے بارے میں بیداری پیدا کی۔ "ہم میں سے کچھ شرکاء کو جبری مذہبی تبدیلی، غیر مسلم لڑکیوں کے اغوا اور جبری شادیوں کے بارے میں بالکل آگاہی نہیں تھی۔ جوں جوں مکالمہ آگے بڑھتا ہماری حیرت اور حیرانگی میں اضافہ ہوتا گیا۔ ان مکالموں نے اقلیتوں کو درپیش مسائل کے بارے میں ہماری آنکھیں کھول دی۔"

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے تحت نعمت کے ذمہ ایک سوشل ایکشن پراجیکٹ کا انتظام اور انعقاد بھی شامل تھا۔ اس پراجیکٹ کے تحت نعمت نے یوتھ لیڈروں اور نوجوانوں کا ایک گروپ تشکیل دیا۔ جن کی ملاقات مختلف مذاہب کے دانشوروں سے کرائی گئی۔ پنجابی صوفی شاعری کےذریعے اتحادپر زور دینے والے یونیورسٹی پرفیسروں کی رہنمائی اور تعلیمات نے اس پر گہرا اثر ڈالا۔

ایک چرچ کے پادری نے بین المذاہب ہم آہنگی کے بارے میں اسکی سمجھ کو مزید تقویت بخشی۔ ایک ہندو پروفیسر نے اسے سمجھایا کہ اختلافات کا احترام کرنے سے ہمارے اپنےعقیدے کو کوئی خطرہ نہیں ہیں بلکہ یہ اتحاد، ہمدردی اور اجتماعی ترقی کا راستہ ہے۔ نعمت کے اندر فطری قائدانہ صلاحیتیں تو پہلے سے موجود تھیں لیکن سوشل ایکشن پراجیکٹ کے نفاذ نے اس کے اندر امن کو فروغ دینے کیلئے ایک مضبوط تحریک پیدا کی۔

نعمت کی قابل ذکر کامیابیوں میں سے ایک اپنے مدرسے میں بین المذاہب مکالمے کو متعارف کرانا ہے۔ مدرسہ انتظامیہ نے کھلے ذہن کے ساتھ اسےکلاس روم میں بین المذاہب ہم آہنگی اور امن سے متعلق بات کرنے کا موقع دیا۔ انتظامیہ نے سوشل ایکشن پراجیکٹ میں لڑکیوں کو شمولیت کی اجازت دی اور ایک جامع اور متنوع ماحول پیدا کرنے میں اپنا حصہ ڈالا۔

امن کے ساتھ نعمت کی وابستگی کچھ ایسے نتائج بھی ظاہر کر رہی ہے جِن کا تصور شاید یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے آغاز کے وقت نہیں کیا گیا تھا۔ نعمت نے اپنے خاندان اور اپنے محلے میں امن مکالموں کا آغاز کیا جِس سے تنازعات میں واضح کمی آئی ہے۔ نعمت کے مستقبل کے منصوبے امن ہم آہنگی اور بین المذاہب افہام و تفہیم کو فروغ دینے کیلئے انتھک محنت کے گرد گھومتے ہیں "سماجی مسائل حل کرنے، پسماندہ برادریوں کو با اختیار بنانے اور دوسروں کو امن کی راہ پر گامزن کرنے کیلئے ورکشاپس اور بیداری مہم کا انعقاد میرے ورک پلان کا حصہ ہیں۔"

14 چمن لعل: "اگر ہم بات چیت کریں گے تو بات یقیناً آگے بڑھے گی"

چمن لعل کی بنیادی تعلیم کمپیوٹر سائنس ہے، لیکن وہ ایک سماجی کارکن کے طور پر پہچانا جانا زیادہ پسند کرتا ہے۔ چمن لعل نے پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے حقوق کی حمایت کیلئےخود کو وقف کر رکھا ہے۔ وہ مذہبی اقلیتوں کے حقوق کیلئے آواز اٹھاتا ہے اور اُنکو بااختیار دیکھنا چاہتاہے۔ تبدیلی کا یہ سفراس وقت شروع ہواجب وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے لاہور منتقل ہوا۔ یہاں اسے مذہبی آزادی کے موضوع پر ایک کانفرنس میں شرکت کا موقع ملا۔ کانفرنس میں شرکت کے بعداسے احساس ہوا کہ معاشرےمیں اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں آگاہی کی کمی ہے۔ یہاں تک کہ "میرے جیسے پڑھے لکھےلوگ بھی ان حقوق کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے۔" اس احساس نے چمن لعل کے اندر سماجی بھلائی اور اقلیتوں کے حقوق کی جدوجہد کیلئے ایک جذبہ پیدا کیا۔

چمن لعل
لاہور، 2023

چار برس تک چمن لعل نے اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں شعور اجاگر کرنے کیلئے مختلف اداروں کے ساتھ رضاکارانہ طور پر کام کیا۔ تاہم اب وہ محسوس کرتا تھا کہ اس کام کیلئے زیادہ منظم طریقے سے جدوجہد کی ضرورت تھی تا کہ معاشرے میں اپنے کام کا اثر ڈالا جا سکے۔ اسی لگن کی وجہ سے اسے یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ میں ایک نوجوان رہنما کے طور پر منتخب کیا گیا۔ اس پراجیکٹ کے بین المذاہب ہم آہنگی کے مقا صد چمن لعل کے خیالات سے ملتے تھے چناچہ اُسے اس پراجیکٹ میں شامل ہونے اور ایک فعال کردار ادا کرنے میں بالکل دیر نہیں لگی۔

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ نے چمن لعل کو کام کے لئے ایک سمت متعین کردی اور وہ ٹریننگ اور رہنمائی فراہم کی جسکی اسے ضرورت تھی۔ یہاں مدارس کے طلبہ کے ساتھ اسکا میل جول بڑھا جِس نے دوسرے مذاہب کے بارے میں اسکے ذہنی افق کو وسیع کیا اور مکالمہ کی طاقت پر اسکے یقین کو اور پختہ کیا۔ پراجیکٹ کے دوران منعقد کی گئی نیٹ ورک میٹنگز نے دوسرے مذاہب کے افراد کے ساتھ اس کے روابط بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

"اگر ہمیں بات کرنے کا ڈھنگ آتا ہے، اگر ہمارے دل دوسروں کیلئے کھلے ہیں اور ہم بامعنی مکالمے میں مشغول ہو سکتے ہیں اور ہم میں سننے اور سوچنے کی صلاحیت ہے تو ہمارے پاس آگے بڑھنے اور روشن کل بنانے کی کنجی ہے۔ بات چیت کے ذریعےہی پل بنتے ہیں۔ رکاوٹیں دور ہوتی ہیں اور ترقی کا سفرشروع ہوتا ہے۔ اگر ہم بات چیت کریں گے تو بات یقیناً آگے بڑھے گی۔"

میں ایک ایسے معاشرے کا خواب دیکھتا ہوں جہاں تنوع کا جشن منایا جائے اور ہر انسان کی اس کی مذہب اور ذات سے قطع نظر عزت کی جائے۔چمن لعل

چمن کو یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے ذریعے مختلف مذہبی پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کے درمیان مضبوط رشتوں کی بنتے دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ "مجھے یقین ہے کہ یہ تعلقات پراجیکٹ کے اختتام کے بعد بھی قائم رہیں گے۔ اور امن اور ہم آہنگی کے فروغ پر دیرپا اثر ڈالیں گے۔" امن مکالموں کے دوران چمن لعل نے ہندو برادری کو درپیش مسائل کے بارے میں اپنے ساتھی نوجوان رہنماؤں کو آگاہ کیا۔ ان میں مذہب کی جبری تبدیلی، جبری شادی اور کم عمری کی شادی سِر فہرست تھے۔

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے تحت چمن لعل کے سوشل ایکشن پراجیکٹ کا مقصد اقلیتوں کی حالتِ زار کے بارے میں نوجوان رہنماؤں میں بیداری پیدا کرنا تھا۔ اُس نے گردواروں، مدرسوں، مندروں اور گرجا گھروں کے دوروں کا اہتمام کیا جہاں اقلیتوں کے مسائل کے بارے میں کھل کر بات ہوئی۔ چمن کے بقول "یہ دورے ریاستی اداروں کی توجہ اقلیتوں کے مسا ئل کی طرف دلانے اور انکے حل کی کوئی ترکیب کرنے کی طرف پہلا قدم ہے۔" مستقبل میں بھی چمن لعل اقلیتی حقوق کیلئے اپنی ایڈوکیسی مہم جاری رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

مستقبل میں بھی چمن لعل اقلیتی حقوق کیلئے اپنی ایڈوکیسی مہم جاری رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے مستقبل کے منصوبوں میں مذہبی اقلیتوں کو ادارہ جاتی چیلینجوں سے نمٹنے کیلئے ہم خیال افراد، تنظیموں اور اداروں کے درمیان تعاون کو بڑھانا ہے۔ وہ ایک ایسے معاشرے کا تصور رکھتا ہے۔ جہاں تنوع کو تسلیم کیا جائے اور مذہبی عقائد سے بالاترہو کر تمام افراد کے ساتھ احترام اور وقار کا برتاوؑکیا جائے۔

چمن لعل کو یقین ہے کہ با معنی مکالمہ اور پسماندہ برادریوں کے حقوق کیلئے ایڈوکیسی کے ذریعےپائیدار ترقی اور مثبت تبدیلی کا حصول ممکن ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور اقلیتی حقوق کے ساتھ اسکی وابستگی غیر متزلزل ہے۔ یہ جوش اور جذبہ دوسرے لوگوں میں بھی تحریک پیدا کرتا ہے کہ وہ اس کام میں چمن لعل کے ساتھ شامل ہوں اور ایک مساوی معاشرے کیلئےجدوجہد کریں۔

"اگر ہمیں بات کرنے کا ڈھنگ آتا ہے، اگر ہمارے دل دوسروں کیلئے کھلے ہیں اور ہم بامعنی مکالمے میں مشغول ہو سکتے ہیں اور ہم میں سننے اور سوچنے کی صلاحیت ہے تو ہمارے پاس آگے بڑھنے اور روشن کل بنانے کی کنجی ہے۔ بات چیت کے ذریعےہی پل بنتے ہیں۔ رکاوٹیں دور ہوتی ہیں اور ترقی کا سفرشروع ہوتا ہے۔ اگر ہم بات چیت کریں گے تو بات یقیناً آگے بڑھے گی۔"

15

ثمرہ مدرسہ اور یونیورسٹی طلباء کے درمیان ثقافتی فاصلے کم کر رہی ہے

ایک ایسی دنیا جہاں روایات اور ترقی میں اکثرتصادم رہتاہے ایک قدامت پسندمذہبی گھرانے سے تعلق رکھنے والی نوجوان رہنما ثمرہ سے ملیئے۔ ثمرہ ایک باہمت اور مضبوط ارادے کی مالک لڑکی ہے۔ وہ ایسی تمام فرسودہ معاشرتی روایات کو تنقید کا نشانہ بناتی ہے جو لوگوں کے درمیان فاصلے کم کرنے کی بجائے انہیں بڑھاتی ہیں۔ ثمرہ نےاپنی مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ سوشل ورک میں ڈگری حاصل کی اور معاشرے کی ترقی کیلئے ایک منفرد راستہ اپنایا ہے۔

ثمرہ سماجی تبدیلی کے ایک وکیل کی حثیت سے ابھر رہی ہے۔ وہ اپنے مذہبی عقائد اور کمیونٹی سروس سے اپنی وابستگی کے درمیان مکمل ہم آہنگی پاتی ہے۔ "میں مذہب اور سماجی کاموں کے درمیان کوئی تصادم محسوس نہیں کرتی۔ بلکہ مذہب آپ کو لوگوں کے حقوق کیلئے لڑنے پر مجبور کرتا ہے۔ آپ جتنے زیادہ پسماندہ ہوں گے اسلام میں آپ کیلئے اتنے ہی زیادہ حقوق ہیں۔ اگر کسی کمیونٹی کو دیوار کے ساتھ لگا دیا جائے تو مسلمانوں کی یہ اخلاقی اور مذہبی ذمہ داری ہے کہ انکی فلاح و بہبود اور قومی دھارے "میں واپس لانے کیلئے کام کریں۔

ثمرہ طارق

لاہور، 2023

ثمرہ کو سول سوسائٹی تنظیموں کے ساتھ کام کرنے کا سابقہ تجربہ تھا لیکن یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ میں شمولیت نے ترقیاتی شعبے(ڈویلپمنٹ سیکٹر) کے بارے میں اُسکے خیالات کو بدل کر رکھ دیا۔ وہ کامن گراوّنڈ اپروچ ٹریننگ کو خاص طور پر یاد کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی زندگی میں بنیادی تبدیلی آئی۔ "اس ٹریننگ نے زندگی کے بارے میں میری سوچ اور خیالات کو تبدل کیا، مجھے مختلف آراءکو سننے، سجھنے، انہیں قبول کرنے اور مشکلات کا ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنے کی صلاحیت دی۔" ثمرہ نے اپنے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ مدرسہ اور یونیورسٹی طلباٗ کے درمیان ثقافتی تقسیم کو ختم کرے گی۔ اس کے پاس مدرسہ اور جدید یونیورسٹی تعلیم کا امتزاج ملتا ہے۔ اسی امتزاج سے فائدہ اٹھاتے ہوئےوہ مدرسہ کے طلبہ کی استعداد میں اضافہ کرنا چاہتی ہے اور ساتھ ساتھ مدرسہ اور یونیورسٹی طلباء کے درمیان روابط کو بڑھانا چاہتی ہے۔ طلباء کے ان دو گروہوں کے درمیان تقسیم کو ختم کرنے میں وہ یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کے کردار کو سراہتی ہے۔ وہ اس وقت اپنی مادرِعلمی میں سراجیہ انٹیلیکچول فورم کی سربراہ بھی ہے اوراپنی اس پوزیشن کو استعمال کرتے ہوئےوہ مدرسہ کی لڑکیوں کو زیادہ سے زیادہ تجربہ دینے اور بیرونی دنیا سے متعارف کرانے کیلئے سر گرم ہے۔

کامن گراوّنڈ اپروچ ٹریننگ نے مجھے مشکلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت دی ہے۔ اس نے مجھے مشترک بنیادیں تلاش کرنے اور مختلف آراء کوسمجھنے کی اہمیت سکھائی ہے۔ یہ یقین میرے ساتھ رہے کا جب تک ہنرکدہ بن نہیں جاتا۔ ثمرہ طارق

اپنے سوشل ایکشن پراجیکٹ کیلئے ثمرہ نےخطاطی کا ایک مقابلہ منعقد کیا جس میں مدارس اور یونیورسٹی کے نوجوان طلباء کو اکٹھا کیا گیا۔ خوبصورت خطاطی کی نمائش کے علاوہ تقریب نے طلباء کے ان دونوں گروہوں کے درمیان بامعنی مکالمےاور انہیں قریب لانے کیلئے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا۔

ثمرہ کا خیال ہے کہ موجودہ نظام تعلیم جدید دور کی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ثمرہ نے ایک خواب دیکھا ہے۔ وہ ایک ایسا ہنر کدہ بنانا چاہتی ہے جہاں مختلف مذاہب اور ثقافتی پس منظر کے طلبہ تعلیم حاصل کریں اور ساتھ میں کم اِز کم ایک ہنر بھی سیکھیں جو کہ عملی زندگی میں ان کے کام آئے۔

اس ٹریننگ نے زندگی کے بارے میں میری سوچ اور خیالات کو تبدل کیا، مجھے مختلف آراءکو سننے، سجھنے، انہیں قبول کرنے اور مشکلات کا ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنے کی صلاحیت دی۔

"اگرچہ ہنر کدے کے میرے اس خواب کو بہت سی رکاوٹوں اور مشکلات کا سامنا ہے اور میرا خواب ابھی تک شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا لیکن میں اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹی۔" ثمرہ کے لہجے میں یقین اور عزم تھا۔ "کامن گراوّنڈ اپروچ کی ٹریننگ نے مجھے مشکلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت دی ہے۔ اس نے مجھے مشترک بنیادیں تلاش کرنے اور مختلف آراء کوسمجھنے کی اہمیت سکھائی ہے۔ یہ یقین میرے ساتھ رہے کا جب تک ہنرکدہ بن نہیں جاتا"

جب تک ثمرہ اپنے خوابوں کے منصوبے کو پورا کرنے کے تمام وسائل جمع نہیں کر لیتی۔ وہ اپنی امید کو زندہ رکھنے کیلئے مختلف سکولوں میں مہارت پر مبنی شارٹ کورس چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ "ان کورسز کی وجہ سے میرا خواب تازہ رہے گا، اس کے حصول کے لئے میرا جذبہ جوان رہے گا، اور اس کے میرے تجربے میں بھی اضافہ ہوہوتا رہے گا۔"

16 ڈاکٹر کومل مسیحائی کے ذریعے مذہبی ہم آہنگی کی تلاش میں سرگرداں ہے

ڈاکٹر کومل سے ملیئے جو اپنے طبی شعبے کو سماجی کاموں کے ساتھ ملا کرسماجی ہم آہنگی کو ایک نئی شکل دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ ہندو برادری سے تعلق رکھنے والی ایک نوجوان ڈاکٹر ہےجو مذہبی شناختوں کے درمیان خلیج کو ختم کرنے اور شمولیت اور عدل پر مبنی معاشرے کے قیام کا خواب دیکھتی ہے۔

ڈاکٹر کومل سندھ کے ایک نسبتاًپسماندہ ضلع تھر پارکرمیں پیدا ہوئی اور وہیں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ تھر پار کر پورے پاکستان میں مذہبی برادریوں کے درمیان پر امن بقائے باہمی کیلئے جانا جاتا ہے۔ کومل کی پرورش نے اس کے اندر تنوع کیلئے احترام پیدا کیا۔ تاہم کراچی منتقل ہونے کے بعد اس نے مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان گہرے فاصلوں کا مشاہدہ کیا۔ اسی مشاہدے نے اسے مختلف مذہبی پس منظر کے لوگوں کے درمیان مشترکہ اقدار کی تلاش اور اُن کے اتحاد کیلئے کام کرنے کی تحریک دی۔

ڈاکٹر کومل
کراچی، 2023

کومل کے کام پر اکثریہ اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں کہ اس نےسوشل ورک اور طبی شعبے کو بے جا یکجاکر دیا ہےجس کے باعث وہ اپنے پیشے پر پوری توجہ نہیں دے پا رہی۔ لیکن ڈاکٹر کومل ثابت قدم ہے۔ "میرا خیال ہے کی نہ صرف ان دونوں شعبوں کو یکجا کیا جا سکتا ہے بلکہ معاشرے کی بہتری کیلئے ایسا کرنا بہت ضروری ہے۔" تبدیلی کی اسی خواہش کی مذید آبیاری کیلئے اس نے یوتھ فار ہیومنیٹی پراجیکٹ میں شمولیت اختیار کی۔ امن اور ہم آہنگی کے بارے میں اپنی سجھ بوجھ کو مزید گہرا اور وسیع کرنے کیلئے اسے جس پلیٹ فارم کی ضرورت تھی وہ اس پراجیکٹ نے اسے فراہم کیا۔ اس پراجیکٹ کے ذریعے اس نے چیلنجوں کا مقابلہ کرنےاور معاشرے پر اپنے کاموں اور روّیوں کے ذریعےدیرپا اثرڈالنے کے طریقے سیکھے۔

" میرا وژن صرف جسمانی زخموں پر مرہم رکھنا ہی نہیں ہے بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کرمیں معاشرے کی نبض پر بھی ہاتھ رکھنا چاہتی ہے اور معاشرے میں موجود ناسوروں کے لئےعلاج تجویز کرنا چاہتی ہوں۔" ڈاکٹر کومل

پراجیکٹ کی سرگرمیوں، جیسےامن مکالمے، نیٹ ورک میٹنگزاور کامن گراؤنڈاپروچ ٹریننگ میں شرکت سے ڈاکٹر کومل کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے اور مؤثر اور پائیدار نتائج کی حامل سرگرمیوں میں شامل ہونے کے مواقع ملے۔ ان سرگرمیوں نے اسے بامعنی مکالمے کا حصہ بننے، متنوع افراد اور برادریوں کے ساتھ روابط استوار کرنے، اور اختلافات کے درمیان مشترکہ بنیاد تلاش کرنے میں اسکی رہنمائی کی۔

اپنے سوشل ایکشن پراجیکٹ کے تحت کومل نے مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں کے دوروں کا پروگرام ترتیب دیا۔ مندوبین کو مساجد، مندروں، گردواروں اور گرجا گھروں تک لے جایا گیا، جہاں بات چیت کے ذریعے انہوں نے مشترک قدروں کو دریافت کیا اور خرافات اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ طریل عرصے سے ذہنوں میں اٹکے ہوئے سوالات کے جواب بے تکلف ماحول میں گفتگو کے ذریعے ڈھونڈے گئے۔

کومل ہمیشہ نیلسن منڈیلا کے ان الفاظ سے تقویت پکڑتی ہے کہ " فردِ واحد میں بڑی سے بڑی تبدیلی لانے کی طاقت موجود ہوتی ہے۔"

اس طرح ڈاکٹر کومل اور اس کے ساتھیوں نے مختلف عقائد اور برادریوں کے درمیان افہام و تفہیم اور اتحاد کے بیج بونا شروع کئے۔ تبدیلی کے اس سفر کے آغاز میں ڈاکٹر کومل پُر اعتماد بھی ہے اور پُر یقین بھی۔ وہ ہمیشہ نیلسن منڈیلا کے ان الفاظ سے تقویت پکڑتی ہے کہ " فردِ واحد میں بڑی سے بڑی تبدیلی لانے کی طاقت موجود ہوتی ہے۔" وہ ابھی سے اپنے خاندان میں اپنی ان کوششوں کے مثبت اثرات کا مشاہدہ کر چکی ہے۔ اس تبدیلی کا رخ اب معاشرے کیطرف کرنے کیلئے وہ پُر عزم ہے۔ وہ تبدیلی کے اس دائرہ کار کو بڑھانا چاہتی ہے اور تبدیلی کے اس سفر میں وہ دوسروں کو اپنا دست و بازو بننے کی ترغیب دیتی ہے۔

صحت کے میدان میں اپنی مہارت کو اتحاد اور ہم آہنگی کے جذبے کے ساتھ جوڑ کروہ ڈاکٹر کومل معاشرے کی خدمت کرنے کیلئےپر عزم ہے۔" میرا وژن صرف جسمانی زخموں پر مرہم رکھنا ہی نہیں ہے بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کرمیں معاشرے کی نبض پر بھی ہاتھ رکھنا چاہتی ہے اور معاشرے میں موجود ناسوروں کے لئےعلاج تجویز کرنا چاہتی ہوں۔" ڈاکٹر کومل کی شخصیت اپنے پیشے کو سماجی ذمہ داریوں کے ساتھ ضم کرنے کی ایک بہترین مثال ہے۔ وہ اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوتی ہے یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔

17 سمیر اپنے کیمرہ کے ذریعے اقلیتوں کی حالتِ زار کو لوگوں کے سامنے لا رہا ہے

"اتحاد کو فروغ دینے کیلئے تفرقہ انگیز دلائل میں الجھنے کے بجائے مشترکہ بنیاد تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے یہ جانا کہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کیلئے اقلیتی اور اکثریتی دونوں برادریوں کےمسائل کو سجمھنا اور انہیں حل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔"

یہ مئی کی ایک چلچلاتی دوپہر تھی۔ جیسے ہی سمیر نے آگ برساتے سورج کی طرف دیکھا اسے روزے کی وجہ سے پیاس کی شدت کا احساس ہوا۔ آج کا دن اس نے اپنےہندو دوست ستیش کے ساتھ کراچی کے مختلف علاقوں میں اپنے کام نمٹانے میں گزارا۔ ستیش اس کیلئے موٹر سائیکل ڈرائیور کا بھی کام کر رہاتھااور ساتھ میں روزے سے توجہ ہٹانے کیلئے اسکو بہلا بھی رہا تھا۔ سمیر خود تو روزے سے تھالیکن اس نے محسوس کیا کہ ستیش بھی صبح سے بھوکا ہے۔ سمیر نے اسے کچھ کھانے پینے کا مشورہ دیا جِس سے ستیش نے صاف انکار کر دیا کہ جب تک سمیر روزے سے ہےوہ اس کے سامنے کچھ کھا پی نہیں سکتا۔ ستیش کی طرف سے دکھایا گیا احترام اور یک جہتی کا یہ عمل سمیر کی زندگی میں ایک اہم موڑ بن گیا۔

سمیر علی
کراچی، 2023

اسی واقعہ نے سمیر پر ایک گہرا اثر چھوڑا۔ سمیر اپنے دوست کی انکساری سے بہت متاثر ہوا تھا اور اس واقعہ نےمعاشرے میں تبدیلی لانے کیلئے اسکی خواہش کو ابھارا۔ "اگر ہم سب ستیش کی طرح ایکدوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا شروع کر دیں تو معاشرے میں ہم آہنگی کے امکانات کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ یہ واقعہ ایک سفر کا آغاز تھا جس نے سب سے پہلے سوشل میڈیا پر"کولیکٹو پاکستان" کو جنم دیا۔"کولیکٹو پاکستان" ایک فیس بک پیج ہے جو ان گمنام ہیروز کی کہانیوں کو سامنے لاتا ہے جو مذہبی اختلافات کے اس دور میں اتحاد کی بات کرتے ہیں۔

اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں آگاہی کیلئے ایک زبردست اور طاقتور آلہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ کہانی سنانے کی اہلیت اور ہاتھ میں کیمرہ لئے سمیر دستاویزی فلموں کے ذریعے ان کی حالت زار کو اجاگر کرنے کیلئے اپنے مشن کا آغاز کر چکا ہے۔

جب تک یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ نے سمیر کو اپنے اندر سمو نہیں لیا امن اور ہم آہنگی کے بارے میں سمیر کی سمجھ واجبی سی تھی۔ پراجیکٹ میں شمولیت سے سمیر کو فوری طور پر دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس نے بحث پر مکالمے کی اہمیت کو سمجھا۔ اس نے یہ تسلیم کیا کہ "اتحاد کو فروغ دینے کیلئے تفرقہ انگیز دلائل میں الجھنے کے بجائے مشترکہ بنیاد تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے یہ جانا کہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کیلئے اقلیتی اور اکثریتی دونوں برادریوں کےمسائل کو سجمھنا اور انہیں حل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔" دوسرا، امن اور ہم آہنگی کے فروغ کے لئے اسے سوشل میڈیا کا استعمال سیکھا۔ اسی نئے علم کی روشنی میں اپنے سوشل ایکشن پراجیکٹ کے تحت اس نے ایک ای۔ بک مرتب کی جس میں امن کے سفیروں کی کچھ ان کہی کہانیاں تھیں جنہیں آج تک نہ پڑھا گیا اور نہ سنا گیا۔

یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کی نیٹ ورکنگ میٹینگز میں سمیر نے خواجہ سرا کمیونٹی کو درپیش مسائل کے بارے میں جانا۔ انکی حالتِ زار سے متاثرہو کر اس نے دقیانوسی تصورات کو ختم کرنے اور ان کے حقوق کی وکالت کرنے کیلئے بامعنی مکالمے پر زور دیا۔

اسی احساس کے زِیر اثر سمیر نے ایک ایسی ویب سائٹ بنانے کی ٹھانی جس میں معاشرتی دھارےسے باہر گروہوں کی ترجمانی کی جائے گی اور ان کو قانونی اور آئینی حقوق دلوانے کیلئے کوشش کی جائے گی۔

امن اور ہم آہنگی کیلئے سمیر کا وژن اس یقین سے جڑا ہواہے کہ مذہب، فرقہ یا نسل سے قطع نظر ہر کسی کو زندہ رہنے، تعلیم حاصل کرنے اور اپنی شناخت برقرار رکھنے کا حق حاصل ہے۔ ان حقوق کی حمایت کرتے ہوئے اور ان کے حصول کیلئے کام کرتے ہوئے سمیر ایک ایسے معاشرے کا تصور رکھتا ہے جہاں اقلیتوں کی شمعِ امید روشن ہو اور ترقی اور خوشحالی کی راہ ہموار ہو۔

سمیر امن اور ہم آہنگی کیلئے اپنے مستقبل کا اقدام کے بارے میں واضح اور پُرعزم ہے۔ سمیر میڈیا سٹڈیز میں ڈگری حاصل کر چکا ہے اور وڈیو پروڈکشن اسکی مہارت ہے۔ اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں آگاہی کیلئے ایک زبردست اور طاقتور آلہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ کہانی سنانے کی اہلیت اور ہاتھ میں کیمرہ لئے سمیر دستاویزی فلموں کے ذریعے ان کی حالت زار کو اجاگر کرنے کیلئے اپنے مشن کا آغاز کر چکا ہے۔

18

ٹرانس جینڈر کے حقوق اور مذہب اور ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے درمیان غلط فہمیاں دور کرنے کیلئے معصومہ کی کاوش

چھوٹی عمر سے ہی معصومہ کی پرورش ٹرانس جینڈر کمیونٹی میں ایک الگ تھلگ ماحول میں ہوئی اس لئے مذاہب کے بارے میں اسکی سمجھ محدود تھی۔ اسکا خیال تھا کہ خواجہ سراؤں کے بارے میں مذہب کا رویہ جارحانہ ہے۔ لیکن یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کی سرگرمیوں میں شرکت کے ذریعے اس نے جانا کہ مذاہب خواجہ سراؤں کیلئے کوئی جارحانہ رویہ نہیں رکھتے، البتہ معاشرے میں کچھ طبقے اپنی مرضی کی تشریح کر کے غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔
ایک ایسے معاشرے میں جہاں ٹرانس جینڈر افراد کو اکثرمعاشرتی دھارے میں شامل نہیں کیا جاتا اور لوگ ان کے بارے میں مختلف قسم کی غلط فہمیوں کا شکار رہتے ہیں، ایک باہمت شخصیت معصومہ ان کے حقوق کے تحفظ کیلئے کھڑی ہے۔ معصومہ کا تعلق ٹرانس جینڈر کمیونٹی سے ہے۔ سچائی اور انصاف کی علمبردار ہونے کی وجہ سے وہ کراچی کی ایک معروف شخصیت بن چکی ہے، جسکا مقصد خواجہ سراؤں کے حقوق کا حصول اور انکے متعلق معاشرے میں پھیلی غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔

خواجہ سرا طبقے کیلئے معصومہ کی ایڈوکیسی مہم کے دو پہلو ہیں۔ اول یہ کہ وہ خواجہ سراؤں کے حقوق کے بارے میں بیداری پیدا کرنے اور ان کے حصول کیلئے خود کو وقف کرتی ہے۔ دوم وہ خواجہ سرا کمیونٹی اور مختلف مذاہب کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کرنے کیلئے سرگرم عمل ہے۔

معاشرے میں عام طور پریہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ مذاہب خواجہ سراوّں کے خلاف جارحانہ روّیہ رکھتے ہیں۔ معصومہ خواجہ سراؤں کےگروہوں کو مختلف مذہبی گروہوں سے ملاقات کرواتی ہے اور مکالمہ کے ذریعے ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ وہ مذہبی گروہوں کی طرف سے گرمجوش جذبات کو سوشل میڈیا اور دوسرے ذرائع سے معاشرے میں پھیلاتی ہے تاکہ معاشرے میں خواجہ سراؤں کے بارے میں قبولیت میں اضافہ ہو۔2018میں ٹرانس جینڈر حقوق کے بل کی منظوری کے باوجود خواجہ سراوّں کے بارے میں الجھاوّ اور غلط فہمیاں برقرار ہیں خواجہ سراؤں کے حقوق کے بارے میں جاننے اور اسکی ایڈوکیسی کرنے کیلئے معصومہ نے یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ میں شمولیت اختیار کی۔

ایک ایسے معاشرے میں جہاں ٹرانس جینڈر افراد کو اکثرمعاشرتی دھارے میں شامل نہیں کیا جاتا اور لوگ ان کے بارے میں مختلف قسم کی غلط فہمیوں کا شکار رہتے ہیں، ایک باہمت شخصیت معصومہ ان کے حقوق کے تحفظ کیلئے کھڑی ہے۔

پراجیکٹ کی سرگرمیوں میں شامل ہوکر معصومہ کے علم اور اعتماد میں اضافہ ہوا۔ یہاں اسے مختلف مذاہب کے بارے میں سیکھنے اور دیرینہ تعصابات کو دور کرنے کا موقع ملا۔ کامن گراوّنڈ ٹریننگ نے مذاہب کے کے حوالے سے موجود خرافات کو چیلنج کرنے اور تعصبات کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ماہر مقررین نے ورکشاپ کے دوران کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کیا اس سے معصومہ کے علم میں مذید اضافہ ہوا۔ اس نئےعلم اور فراست کے حصول کے بعد معصومہ نے اپنے سوشل ایکشن پراجیکٹ کا آغاز کیا۔ ٹرانس جینڈر کمیونٹی کو مختلف عبادت گاہوں، امام بارگاہوں، گرجا گھروں، مندروں اور گردواروں میں لے جایا گیا تاکہ مکالمے کا آغاز کیا جا سکے اور صدیوں پرانے تعصبات اور غلط فہمیوں کو ختم کیا جا سکے۔ خواجہ سراؤں کا یہ گروپ جہاں بھی گیا انہیں خوش آمدید کہا گیا۔ تمام مذاہب کی طرف سے محبت کے جذبات نے خواجہ سرا افراد کو متاثر کیا اور انہیں یہ سمجھ آنا شروع ہوئی کہ مذاہب کو ان سے کوئی دشمنی نہیں۔ اس سے مخاصمانہ فضا کو ختم کرنے اور امن کو فروغ دینےمیں مددملی۔

"میرے لئے حقوق کی جدوجید کسی پراجیکٹ پر منحصر نہیں ہے بلکہ یہ تو زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے، یہ زندگی بھر کا مشن ہے"

اپنے ساتھیوں میں معصومہ ہمت اور عزم کی علامت ہے۔ معصومہ کی خواجہ سرا افراد کے حقوق کیلئے سرگرمیوں کا آغاز اس وقت ہوا جب 2019میں اسے کراچی کے ایک مال میں دن دیہاڑے ہراسگی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس واقعہ نے اس کے اندر ایک آگ سی بھڑکا دی۔ اس نے مصم ارده کیا کہ وہ اپنی برادری کے دوسرے افراد کو ایسی بے عزتی سے بچائے گی۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ یوتھ فار ہیومنیٹی پراجیکٹ کے اختتام بعد وہ اپنی سرگرمیاں کیسے جاری رگھے گی تو اسکا جواب تھا "میرے لئے حقوق کی جدوجید کسی پراجیکٹ پر منحصر نہیں ہے بلکہ یہ تو زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے، یہ زندگی بھر کا مشن ہے۔" اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ حقوق کی یہ جدوجہد جاری رکھنے کا اردہ رکھتی ہے۔ وہ اپنی برادری کے مزید افراد کو تحریک میں شامل کر کے انہیں با اختیار بنانا چاہتی ہے۔

تاہم معصومہ کا سفر مشکلات سے خالی نہیں ہے۔ وہ سماجی روّیوں اور طرزِعمل میں تبدیلی کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے۔ وہ کراچی کی ایک ایلیٹ پرائیویٹ یونیورسٹی میں پڑھتی ہے لیکن یہاں بھی اسے غنڈہ گردی کا سامنا ہے۔ اس کے خیال میں تبدیلی اور حقوق کے حصول کا یہ سفر تعلیم اور صحت کے محکموں سے شروع ہونا چاہیے۔ وہ جانتی ہے کہ یہ تبدیلی راتوں رات ممکن نہیں لیکن وہ چیلنج قبول کر چکی ہے اور اپنی برادری کو مرکزی دھارے میں لانے کیلئے پُر عزم ہے۔

جدید معاشروں میں صوفیانہ اقدار کے فروغ کے ذریعے امن اور اتحاد کا حصول

کراچی کی شاہراوں پر آپکو ایک نوجوان نظر آئے گا جو کہ آج کے جدید دورمیں صوفی فلسفے کے ذریعے امن اور محبت کے پیغام کو عام کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نوجوان کا نام روحاب ہے۔ روحاب حیدرآباد میں پیدا ہوا جوکراچی کے شمال مشرق میں ۱۶۰کلو میٹردور واقع ہے۔ بچپن سے ہی روحاب نے حیدر آباد کی گلیوں میں دنگا فساد اور قتل و غارت دیکھی۔ جب اس نے ہوش سنبھالا تو فیصلہ کیا کہ وہ آگ اور خون کے اس کھیل کو صوفی فلسفے کے ذریعے ختم کرے گا۔ یوں صوفی تعلیمات کی روشنی میں ایک معاشرے کو ہم آہنگی کی راہ پر ڈالنے کا آغاز ہوا۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں مذہب اور نسلی امتیاز سے بالاتر ہو کر لوگ بقائے باہمی کے اصولوں کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

روحاب فیصل
کراچی، 2023

حیدر آباد میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد روزگار کی تلاش روحاب کو کراچی لے گئی۔ یہ تقریباً وہی وقت تھا جب کہ یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کا آغاز ہورہا تھا۔ اس پراجیکٹ کا ایک مقصد گروہی اختلافات کو ختم کرتے ہوئے ہم آہنگی کی فضا کو فروغ دینا تھا۔ پراجیکٹ کے مقاصد تو جیسے روحاب کے دل کو چھو گئے۔ اُس نے جان لیا تھا کہ پراجیکٹ کے تحت صوفی فلسفے کی بنیادی اقدار کو استعمال کرتے ہوئے وہ معاشرے میں امن کیلئے کام کر سکتاہے۔ اس بات کا احساس ہونے کو بعد اس نے پراجیکٹ کا حصہ بننے میں بالکل دیر نہیں لگائی۔ یہاں سے تبدیلی کا ایک سفر شروع ہوا۔ ایک ایسا سفر جسکا مقصد زخموں پر مرہم رکھنا اور ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھنا تھا۔

"By instilling these values at an early stage, I envision nurturing a generation that embodies peace, empathy, and understanding. This will pave the way for a brighter and more harmonious future." Rohab Faisal

"میں یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ میں اس مقصد سے شامل ہوا کہ صوفی فلسفے کو فروغ دیتے ہوئے باہمی اتحاد اور امن کی شمعیں روشن کی جائیں۔ میں نے آغاز ہی میں یہ محسوس کر لیا تھا کہ پراجیکٹ اور صوفی فلسفے کی بنیادی اقدار ایکدوسرے سے میل کھاتی ہیں"۔

پراجیکٹ میں شرکت روحاب کیلئے بہت فائدہ مند ثابت ہوئی ۔ پراجیکٹ کی سرگرمیوں کے ذریعے اسکی صلاحیتوں میں اضافہ ہوا ۔اسی پراجیکٹ کے دوران اس نے سیکھا کہ لوگوں کو انکی مذہبی شناخت کی بنیاد پر نہیں پرکھنا چاہئے، انسانیت کا درجہ تمام مذاہب سے اوپر ہے۔ انسانوں سے صرف اس لیئے محبت کرنی چاہئے کہ وہ انسان ہیں اور یہی ہمارے صوفیا کا بھی پیغام ہے۔ اس کے علاوہ پراجیکٹ کے ذریعے روحاب نے تنازعات کو حل کرنے کا طریقہ سیکھا۔ اس نے سیکھا کہ کس طرح تنازع کی جڑ تک پہنچا جاتا ہےاور ایسی صورت حال پیدا کی جاتی ہےجس سے فریقین بخوشی تنازع کو حل کر لیں اور جھگڑا ختم ہو جائے۔ روحاب نے اس تکنیک کو کامیابی کے ساتھ معاشرے میں استعمال کیا۔

روحاب کو جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت تھی وہ ایک پلیٹ فارم اور سسٹم تھا جوتصوف کے ذریعےامن کے فروغ میں اسکی کوششوں کو بڑھاوا دے سکے۔ پراجیکٹ نے ایک منظم فریم ورک، وسائل اور ہم خیال افراد کا ایک نیٹ ورک فراہم کیا جوکہ روحاب کو تصور سے متفق تھے اور ہر دم اسکی مدد کیلئے تیار تھے۔

پراجیکٹ کے ذریعے روحاب کی مختلف مذہبی اور گروہی کمیونٹی تک رسائی میں اضافہ ہوا۔ روحاب کے ایک دوست نے جو کہ پراجیکٹ میں اس کے ساتھ تھا بتایا کہ "روحاب کی یوتھ فار ہیومنٹی پراجیکٹ کیلئے لگن واقعی متاثر کن ہے۔ امن کے پیغام کو پیھلانے کیلئے اسکی غیر متزلزل وابستگی اور تصوف کے بارے میں اسکی گہری سمجھ نے ہماری اجتماعی کوششوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔"

روحاب کی پہلی منزل سکولوں اور کالجوں میں امن کے فروغ کیلئے ورکشاپس کا انعقاد ہے۔ صوفیاء اکرام کی تعلیمات نے اسے متاثر کیا ہے۔ امن روکشاپس کے ذریعے وہ نوجوان نسل کو تصوف کو لازوال اصولوں سے روشناس کرانا چاہتا ہے تاکہ وہ ایک جامع عالمی نظریہ اپنانے کے قابل ہو جائیں جو رنگ و نسل، ذات پات اور مذہبی تفریق سے بالاتر ہے۔

" بچپن ہی سے ان اقدار کو ابھار کر میں ایک ایسی نسل کی پرورش کرنا چاہتا ہوں جو امن، ہمدردی اور افہام و تفہیم کی علامت ہو۔ یہ ایک روشن اور زیادہ ہم آہنگ مستقبل کی راہ ہموار کرے گی"

روحاب کے طویل مدتی منصوبوں میں تصوف کے اصولوں پر مبنی ایک پلیٹ فارم کا تصور ہے۔ جسکا پھیلاؤ پورے سندھ میں ہو۔ اس پلیٹ فارم کے ذریعے وہ تصوف کے پانچ ضروری عناصر کی مدد سےامن کے پیغام کو عام کرے گا۔ یہ عناصر ہیں۔ کہانی کا بیان، شاعری، تقریر، موسیقی اور رقص۔ وہ نوجوان شعراء سے ملتا ہےاور انہیں اپنے اشعار کو صوفیانہ رنگ میں ڈھالنے کی ترغیب دیتا ہے۔اپنے اسی پلیٹ فارم کا ایک نمونہ اس نے اپنے سوشل ایکشن پراجیکٹ کے تحت پیش کیا جسے شرکاء نے بہت پسند کیا۔ اس کا ماننا ہے کہ محبت، افہام و تفہیم اور شمولیت کے ذریعے تصوف سندھ بھر کے لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں امن کیلئے ایک محرک بن سکتا ہے۔

20

پون کمار: حیدر آباد کا نوجوان صحافی جو اپنی صحافت کے ذریعے مذہبی ہم آہنگی کی کہانیوں کو اُجاگر کر رہا ہے

پون کا سفر ہمت، جذبے اور مقصدیت کا سفر ہے: بین المذاہب ہم آہنگی کا مقصد۔ وہ عمر کوٹ میں پیدا ہوا اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ماس کمیونیکشن کی اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس نے صحافت کے میدان میں قدم رکھا۔ گزشتہ ایک دہائی کے دوران اُس نے حیدرآباد میں مختلف مقامی اور قومی سطح کے میڈیا ہاؤسز کے ساتھ کام کیا۔ سیاست یا کھیل جیسے مقبول شعبوں میں رپورٹنگ کے بجائے اُس نےنوجوانوں میں بیداری پھیلانے کی اپنی خواہش کے تحت بین المذاہب ہم آہنگی پر توجہ دی۔
جب یوتھ فار ہیومینٹی پراجیکٹ کا آغاز تو پوّن کو میڈیا ٹریننگ کیلئے منتخب کر لیا گیا۔ "ٹریننگ نے میری انٹرویو کرنے کی صلاحیت کو نکھارا۔ دلکش رنگوں کو منتخب کرنے کے گُر سکھائے اور میری فوٹوگرافی کی تکنیک میں بہتری آئی۔ ان مہارتوں نے مجھے پُر اثربیانیے تخلیق کرنے اور بین المذاہب ہم آہنگی کے موضوع کو زبردست طریقے سے بیان کرنے کے قابل بنایا۔"

پون کمار
کراچی، **2023**

ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد پوّن نے ایک نئے جذبے کے تحت صحافت کے سفر کا آغاز کیا۔ اس نے سندھ کی ایک ہیرو ویرو کوہلی پر ایک شاندار کہانی لکھی جس نے سندھ میں 45ہزار سے زائد جبری مشقت کیلئے قید مزدوروں کو آزاد کرایا۔ ان میں مسلمان اور ہندو دونوں مذاہب کے مرد و خواتین شامل تھے۔ پون کی کہانیاں اسے ان برادریوں میں لے گئیں جہاں اس نے بقائے باہمی کی قابلِ ستائش مثالیں دیکھیں۔ اڈھیر ولال میں اس نےہندو اور مسلم برادری کی کہانی پیش کی جہاں امن اور برداشت قابلِ ذکر وصف ہیں۔ یہاں ہندوؤں کا مندر اور مسجد بالکل ساتھ ساتھ واقع ہیں۔ دونوں اپنے اپنے وقت پر عبادت کرتے ہیں اور انہیں دوسرے مذہب کی عبادت گاہ سےکبھی کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ کہانی کو بیان کرتے ہوئے پون نے خاص طور پر دونوں برادیوں کے درمیان اتحاد اور احترام کےجذبات کو ضبط تحریرکیا۔

کہانی بیان کرنے کا شوق پون کو حیدر آباد کی باگھڑی کمیونٹی میں لے گیا۔ یہاں باگھڑی کمیونٹی شیعہ مسلمانوں کی روایات کے مطابق امام حسن سے انتہائی عقیدت اور احترام کے ساتھ محرم کا سوگ مناتی ہے۔ یہ صدیوں پرانی روایت ان گہرے روابط کا ثبوت ہے۔ جو کہ دونوں مذہبی برادریوں میں پروان چڑھ چکے ہیں۔ "محرم کی تقریب کے دوران باگھڑی برادری کے ہم آہنگی کے جذبات نے مجھ پر نہایت گہرا اثر چھوڑا۔ ہندو برادری کی محرم کی تقریبات میں شمولیت کے باعث امن اور سکون حاصل کرتے دیکھنا میرے لئے واقعی متاثر کُن تھا۔ اِس نے متنوع معاشروں کو متحد کرنے میں محبت کی طاقت پر میرے یقین کو تقویت ملی۔"

بین المذاہب ہم آہنگی کیلئے پون کی لگن نے اس کے ساتھیوں کو بھی متاثر کیاہے۔ اس کے ساتھی بھی اب اپنی صحافتی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئےایسی کہانیوں کے متلاشی رہتے ہیں جس میں امن اور بقائے باہمی کا سبق ملتا ہو۔ پون کو اپنا وژن اگلی نسل تک منتقل کرنے کا جنون ہے۔ "میں اگلی نسل کو متحرک کرنے اور بین المذاہب ہم آہنگی کے کام کے تسلسل کو یقینی بنانے کیلئے پُرعزم ہوں۔ نوجوانوں میں افہام و تفہیم اور قبولیت کو فروغ دے کر ہم ایک ایسا معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں جہاں امن ہو۔"

پون کی کہانی متنوع معاشروں میں افہام و تفہیم، قبولیت اور اتحاد کو فروغ دینے کی اہمیت کی یاد دلاتی رہے گی۔ وہ اپنے کام کے ذریعے دوسروں کو بین المذاہب ہم آہنگی کی راہ پر اپنے ساتھ شامل ہونے اور ایک ایسا مستقبل بنانے کی ترغیب دے رہا ہے جہاں تمام مذاہب کے لوگ امن اور بھائی چارے کے ساتھ رہ سکیں۔

"میں اگلی نسل کو متحرک کرنے اور بین المذاہب ہم آہنگی کے کام کے تسلسل کو یقینی بنانے کیلئے پُرعزم ہوں۔ نوجوانوں میں افہام و تفہیم اور قبولیت کو فروغ دے کر ہم ایک ایسا معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں جہاں امن ہو۔" پون کمار

ویروکوہلی، سندھ کی ہیرو جس نے پنتالیس ہزار سے زیادہ قیدیوں کو پرائیویٹ جیل سے چھڑایا

Our Mission

End violent conflict. It's our purpose — our call to action.
Instead of tearing down an existing world, we focus on constructing a new one. We do this through a type of peacebuilding called conflict transformation. Meaning: we look to change the everyday interactions between groups of people in conflict, so they can work together to build up their community, choosing joint problem-solving over violence.
Our mission is to transform the way the world deals with conflict, away from adversarial approaches, toward cooperative solutions.

Our Vision

Our ability to deal with conflict affects how we handle every issue humanity is facing. Whether global in nature, such as poverty, hunger or the environment, or closer to home, such as family or community relations, we face daily challenges to our abilities to deal with conflict constructively.

So, our vision is of a world where:

Differences stimulate social progress, rather than precipitate violence.

Respect for and cooperation with those we disagree with is considered the norm for individuals, communities, organizations, and nations.

What we Do

SEARCH FOR COMMON GROUND is the largest dedicated peacebuilding organization. Since 1982, we have worked to end violent conflict and to build healthy, safe, and just societies all over the world. Currently, we work in 31 countries across Africa, Asia, Europe, the Middle East, and North America.

Search for Common Ground
Trust, Collaboration, Breakthroughs

Washington, DC Headquarters:
1730 Rhode Island Ave NW Suite 1101,
Washington, DC 20036, USA
+1 202 265 4300

Country Office, Pakistan:
16 - 1st Floor, Executive Complex,
G 8 - Markaz | Islamabad| Pakistan